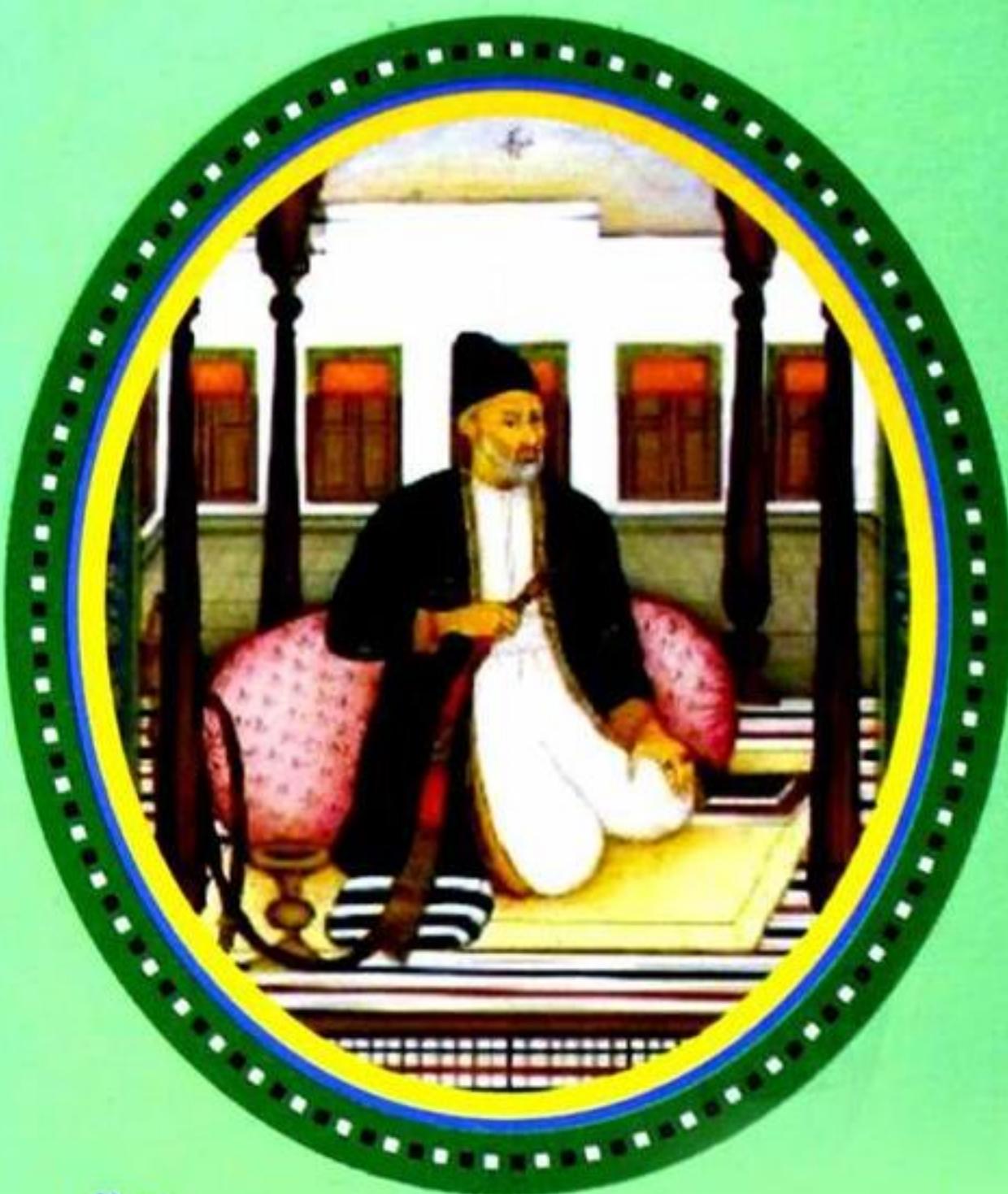


# مشنوی چراغِ دری

مع پانچ اردو تراجم



مرتب  
پروفیسر صادق

ارڈواکاڈمی نیشنل

# مشنوی چراغِ دیر

## مع پاچ اردو تراجم

مرتب  
پروفیسر صادق



اردو اکادمی  
بیانی

سلسلہ مطبوعات اردو اکادمی دہلی نمبر ۲۰۲

## Masnavi Chiragh-e-Dair

Edited by  
Prof. Sadiq

Published by  
URDU ACADEMY, DELHI

Print  
2015  
Rs. 45/-

ضابطہ  
سن اشاعت  
۲۰۱۵ء  
پینتالیس روپے

شوہی آفسیٹ، 2818، گلی گڑھیا، کوچہ چیلان، دریا گنج، نئی دہلی-110002  
اردو اکادمی، دہلی، سی۔ پی۔ او۔ بلڈنگ، کشمیری گیٹ، دہلی-110006

ISBN: 81-7121-226-3

## حرفِ آغاز

دلی ہمیشہ ہندوستان کے دل کی دھڑکنوں کا محور و مرکز رہی ہے۔ اسی لیے ”عالم میں انتخاب“، اس شہر بے نظیر کی تاریخ و تہذیب، علم و فن اور زبان و ادب کو پورے ملک کی نمائندگی کا شرف حاصل ہے۔ آزاد ہندوستان کی یہ تاریخی راجدھانی بجا طور پر اردو زبان و ادب کی راجدھانی بھی کہی جاسکتی ہے۔ اسی کے گرد و نواح میں کھڑی بولی کے بطن سے زبانِ دہلوی یا اردو نے جنم لیا جو اپنی دھرتی کی سیاسی، سماجی، تہذیبی اور معاشرتی ضرورتوں کے زیر سایہ نشوونما پا کر اس عظیم تہذیب کی ترجمان بن گئی جسے ہم گنگا جمنی تہذیب کا نام دیتے ہیں اور جو ہماری زندہ و تابندہ تاریخی و راثت ہے۔

دلی کے ساتھ اردو زبان اور اردو ثقافت کے اسی قدیم اور انوٹ رشتے کے پیش نظر ۱۹۸۱ء میں دہلی اردو اکادمی کا قیام عمل میں آیا اور ایک چھوٹے سے دفتر سے اکادمی نے اپنی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ آج دہلی اردو اکادمی کا شمار اردو کے فعال ترین اداروں میں ہوتا ہے۔ اردو زبان و ادب اور اردو ثقافت کو فروغ دینے کے لیے اکادمی مسلسل جو کوششیں کر رہی ہے، انھیں نہ صرف دہلی بلکہ پورے ملک نیز بیرونی ممالک کے اردو حلقوں میں بھی کافی سراہا گیا ہے۔

اکادمی کے دستور العمل کی رو سے دہلی کے لیفٹنٹ گورنر پہلے اکادمی کے چیئر میں ہوتے تھے، دہلی میں منتخب حکومت کے قیام کے بعد اکادمی کے چیئر میں دہلی کے وزیر اعلیٰ ہو گئے ہیں جو دو سال کے لیے اکادمی کے ارائیں کو نامزد کرتے ہیں۔ ارائیں کا انتخاب دہلی کے ممتاز ادیبوں، شاعروں، صحافیوں اور اساتذہ میں سے کیا جاتا ہے جن کے مشوروں کی روشنی میں

چیز میں کی منظوری سے اکادمی مختلف کاموں کے منصوبے بناتی اور انھیں رو بہ عمل لاتی ہے۔ اکادمی اپنی سرگرمیوں میں دہلی اور بیرون دہلی کے دیگر اردو اداروں سے بھی باہمی مشورت اور تعاون قائم رکھتی ہے۔

اردو اکادمی، دہلی اپنی جن گوناگوں سرگرمیوں کی وجہ سے پورے ملک میں اپنی واضح پہچان قائم کر چکی ہے، ان میں ایک اہم سرگرمی اکادمی کی طرف سے ایک معیاری ادبی رسالے ماہنامہ ”ایوان اردو“ اور ”بچوں کا ماہنامہ امنگ“ کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اعلیٰ معیار کی علمی اور ادبی کتابوں کی اشاعت بھی ہے۔

زیرنظر کتاب ”مثنوی چراغ دیر مع پانچ اردو تراجم“، اردو ادب کے ممتاز محقق، ناقد و شاعر اور دہلی یونیورسٹی کے سابق صدرِ شعبۂ اردو پروفیسر صادق کی مرتب کردہ کتاب ہے۔ آپ نے تلاش و تحقیق کے بعد اردو کے پانچ اہم ادیبوں کے ترجموں کو حاصل کیا ان میں ظ۔ انصاری، اختر حسن، علی سردار جعفری، حنیف نقوی اور کالیداس گپتا رضا کے تراجم ہیں۔ اختر حسن اور حنیف نقوی نے منظوم ترجمہ کیا ہے جب کہ بقیہ تین تراجم منتشر ہیں۔ ”مثنوی چراغ دیر“، مرزا اسد اللہ خاں غالب کی فارسی شاعری کا ایسا شاہکار نمونہ ہے جس کی نظریہ ملنا مشکل ہے۔ مرزا غالب نے یہ مثنوی سفر کلکتہ کے دوران بنا رس میں قیام کے دوران لکھی تھی۔ پروفیسر صادق نے اس کام کو ایسے سلیقے سے انجام دیا ہے کہ اس مثنوی کی اہمیت دو بالا ہو گئی ہے۔ ہم پروفیسر صادق کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اس اہم کتاب کی اشاعت کے لیے اردو اکادمی، دہلی کو منتخب کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ کتاب اکادمی کے اشاعتی ذخیرے میں بیش بہا اضافہ ثابت ہو گی۔

ہم اردو اکادمی دہلی چیز میں کے ممنون ہیں جن کی سر پرستی اکادمی کی کارکردگی میں معاون ہوتی ہے۔ اکادمی کے دیگر ممبران کے سرگرم تعاون اور مفید مشورے ہمارے لیے رہنمائی کا کام کرتے ہیں جس کا اعتراف ضروری ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ زیرنظر کتاب وقت کی ایک اہم ضرورت پوری کرنے کے ساتھ ساتھ عام قارئین کی دلچسپی کا باعث بھی ہو گی۔

سکریٹری

اردو اکادمی، دہلی

# مشنوی چراغِ دیر کے اردو تراجم

مرزا غالب نے اپنی زندگی کا سب سے طویل سفر ذاتی پریشانیوں، جسمانی اذیتوں اور تنگ دستیوں کی معیت میں کیا تھا۔ وہ اسی سفر کے دوران کانپور، الہ آباد، لکھنؤ بنا رس اور پٹنہ بھی گئے۔ لکھنؤ جانے کا باعث ان پر کھلا ہو یا نہ کھلا ہو لیکن کلکتہ جانے کا باعث بالکل واضح تھا جو انہوں نے کلکتہ پہنچنے کے بعد ۱۸۲۸ء اپریل ۱۸۲۸ء کو مسٹر فریزر کے نام ایک عرضہ اشت میں یوں رقم کیا ہے:

”یہ فدوی سرکار کمپنی کے متولین اور اس دولت کے نمک خواروں اور پرورش یافتہ لوگوں میں سے ہے۔ میرا چچا نصر اللہ بیگ خاں جزل لیک صاحب کے عہد میں چار سو سواروں کا افسر تھا۔ اس سلسلے میں سرکار سے ایک لاکھ روپے سالانہ آمدی کی جا گیر عطا ہوئی تھی۔ اس کی وفات کے بعد اس کے متعلقین کی پرورش کے لیے جو رقم سرکار سے ملتی تھی وہ احمد بخش خاں جا گیر دار میوات کی جا گیر میں شامل کر دی گئی۔ چونکہ میں روپے کی مقدار کے تعین اور احمد بخش خاں جس طرح اسے تقسیم کرتے ہیں، اس (طریقے) سے راضی نہیں ہوں، اس لیے اپنا حال عرض کرنے کے لیے کلکتہ آیا ہوں اور جناب گورنر صاحب کی خدمت میں عرضی گزارنی چاہتا ہوں۔“

غالب، خاندانی پیش کے تعین اور تقسیم کے معاملے میں اپنے ساتھ بر قی گئی نا انصافی کے خلاف مقدمے کے سلسلے میں دہلی سے ماہ جنوری ۱۸۲۶ء میں روائہ ہوئے۔ وہ سفر و حضر کی

تمام صعبویتیں برداشت کرتے ہوئے ۱۹ فروری ۱۸۲۸ء کو کلکتہ پہنچے اور ۲۰ اگست ۱۹۲۹ء تک تقریباً ڈیڑھ سال تک مقدمے کے سلسلے میں کلکتہ ہی میں رہے اور پھر ناکام و بے مرام دہلی واپس لوٹ آئے۔ زندگی کے تین چار سال سفر کلکتہ کی نذر ہو گئے لیکن گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا۔ غالب کے لیے یہ سفر لا حاصل ثابت ہوا لیکن ہندوستانی ادبیات کے لیے اس کا سفر سب سے بڑا حاصل ان کی مثنوی 'چراغ دیر'، قرار دی جاتی ہے۔ مرزა غالب نے یہ مثنوی دورانِ سفر اپنے قیام بنارس کے زمانے میں لکھی تھی۔ فارسی میں وہ اس سے پہلے بھی دو مثنویاں ('سر مر بینش' اور 'درد و داغ') لکھے چکے تھے۔ 'چراغ دیر' ان کی تیسرا فارسی مثنوی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ غالب کے فارسی کلام پر اب تک اتنا نہیں لکھا گیا جتنا کہ اردو کلام پر لکھا جا چکا ہے۔ جب کہ غالب اپنی فارسی شاعری کو اردو شاعری پر ترجیح دیتے تھے اور اردو شاعری کو بے رنگ کہتے تھے:

فارسی میں تابہ بینی نقش ہائے رنگ رنگ  
بگذر از مجموعہ اردو کہ بے رنگ من است

غالب کے اس بیان کو ان کی خوش گمانی تصور کر کے عام طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے یا اس کی تردید کر دی جاتی ہے۔ یہ حقیقت فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ اردو غالب کی مادری زبان ہے اور فارسی پدری اور ان دونوں زبانوں پر انھیں مکمل عبور حاصل تھا۔

مرزا غالب کی فارسی تخلیقات میں جتنی مقبولیت 'مثنوی چراغ دیر' کو حاصل ہوئی اُتنی کسی اور تخلیق کو نہیں ملی ('دتبو' کا معاملہ جدا ہے کہ وہ ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے متعلق غالب کا مرقومہ ایک نامچہ ہے۔ اپنے عہد میں مروجہ فارسی کی بجائے دساتیر کی زبان میں لکھا گیا ہے۔ اس کی اہمیت بھی ادبی سے زیادہ تاریخی ہے۔) 'چراغ دیر' سبک ہندی میں تخلیق کی گئی فارسی کی ایک شاہ کار مثنوی ہے۔ افسوس کہ ہندوستانی زبانوں میں اس کے ترجموں پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔ میری معلومات کے مطابق سنکریت زبان میں 'چراغ دیر' کے دو ترجمے ہو چکے ہیں۔ پہلا ترجمہ راشریہ سنکریت سنستھان، دہلی سے شائع ہوا تھا۔ دوسرا ترجمہ پنڈت جگمن ناتھ پٹھک نے کیا ہے۔ موصوف اس سے پہلے 'دیوان غالب' (اردو) کا سنکریت میں منظوم ترجمہ کر چکے ہیں۔ یہ ترجمہ 'غالب کاویم' عنوان سے ۲۰۰۳ء میں الہ آباد سے شائع ہوا تھا۔ 'چراغ دیر' کی چند اپیات کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے، جو غالب اینڈ ہر پوٹری (مرتبہ: سردار جعفری اور قرۃ العین

حیدر) نامی کتاب کے حصہ فارسی 'ٹیپل لیمپس Temple Lamps عنوان سے شامل ہے۔ مذکورہ ترجمہ شدہ اشعار دہلی یونیورسٹی کے ایم اے انگریزی کے نصاب میں شامل ہیں۔

اردو زبان میں مثنوی چراغ دیر کے کئی ترجمے ہو چکے ہیں۔ ان میں سے جن پانچ تراجم تک میری رسائی ہوئی وہ ظ۔ انصاری، اختر حسن، سردار جعفری، حنفی نقوی اور کالیداس گپتا رضا کے کیے ہوئے ہیں۔ ان میں سے دو ترجمے منظوم اور تین منثور ہیں۔ چار ترجمے بیسویں صدی کے رباع آخر میں کیے گئے اور ایک اکیسویں صدی کی پہلی دہائی میں۔ پاکستان میں اب تک اس مثنوی کا کوئی ترجمہ نہیں ہوا ہے اور اگر ہوا ہے تو میری نظر سے نہیں گزرا۔

اختر حسن جن دنوں بھی میں 'اردو بلڈر' کی ادارت سے وابستہ تھے اسی زمانے میں کیفی اعظمی نے ان سے ازراہ دوستی 'مثنوی چراغ دیر' کے منتخب اشعار کو اردو میں ترجمہ کرنے کی فرماش کی۔ وہ ان اشعار کو کسی فلم اسکرپٹ میں استعمال کرنا چاہتے تھے۔

اختر حسن نے کیفی اعظمی کی فرماش پوری کرنے کے لیے جب 'مثنوی چراغ دیر' کا ترجمہ شروع کیا تو خود ان کے بقول دل و دماغ پر ایسی کیفیت طاری ہو گئی کہ صرف تین دن میں اس مثنوی کے تقریباً 74 اشعار اردو کے قالب میں پیش کر دیے۔ انہوں نے ترجمہ شدہ اشعار کی ایک نقل کیفی اعظمی کو دے دی اور دوسری خود اپنے پاس محفوظ رکھی۔ چار پانچ سال بعد ۱۹۷۶ء میں 'مثنوی چراغ دیر' کا یہ یہی منظوم ترجمہ اختر حسن کے عالمانہ مقدمے کے ساتھ کتابی صورت میں شائع ہوا۔ اس کتاب کے تعارف میں حیدر آباد کی مشہور ادب نواز خاتون اندر ادھن راج گیر نے لکھا ہے:

"غالب جیسے عظیم شاعر کی ذہنی سطح تک پہنچ کر جس خوبصورتی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اختر حسن نے 'چراغ دیر' کو اردو میں منتقل کیا ہے اس کے پیش نظر اعتماد کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ 'چراغ دیر' کی طرح اس کا یہ منظوم اردو ترجمہ بھی ہمارے ادب عالیہ کا ایک بیش قیمت حصہ بن جائے گا۔"

مذکورہ کتاب میں 'پیش گفتار' عنوان سے چراغ دیر پر مالک رام کا ایک مختصر تعارفی مضمون شامل ہے۔ جو بعد میں ان کی کتاب 'گفتار غالب' میں بھی شائع ہوا۔

اختر حسن کی کتاب 'مثنوی چراغ دیر' کے صرف 74 شعروں کے تراجم پر مشتمل ہے۔

اصل فارسی مثنوی میں ایک سو آٹھ اشعار ہیں۔ اختر حسن نے ان میں سے چوتیس اشعار کے ترجمے نہیں کیے گئے ہیں۔ چند مقام ایسے بھی ہیں جہاں غالب کے دو شعروں کا مفہوم ایک ہی شعر میں پیش کر دیا گیا ہے اور کہیں ایک شعر کا ترجمہ دو شعروں میں کیا گیا ہے۔

ظ۔ انصاری، جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ ایک مانے ہوئے مترجم بھی تھے۔ ان کی کتاب 'مثنویات غالب' (مع فارسی متن و ترجمہ) جولائی ۱۹۸۳ء میں منظر عام پر آئی۔ حالانکہ وہ اس میں شامل تمام مثنویوں (بشمول چراغِ دیر) کے تراجم اس کتاب کی طباعت سے پندرہ برس قبل (۱۹۶۸ء میں) مکمل کر چکے تھے۔ 'مثنویات غالب' کا پیش لفظ صرف دو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ظ۔ انصاری لکھتے ہیں:

"اس مجموعے میں وہ گیارہ مثنویاں شامل ہیں جنھیں خود غالب نے اپنے فارسی دیوان میں غزلوں سے پہلے رکھا تھا اور خاص اہمیت دی تھی۔ یہاں کل اٹھارہ سو پینتالیس اشعار ہیں اور یہ تقریباً اتنی ہی تعداد ہے جتنی دیوانِ غالب کے اردو اشعار کی بنتی ہے۔"

اسی پیش لفظ میں مترجم نے یہ بتاتے ہوئے کہ وہ غالب کے پیشتر فارسی کلام کا اردو ترجمہ مثنویات غالب کی اشاعت سے پندرہ سال قبل یعنی ۱۹۶۸ء میں مکمل کر چکے تھے لیکن بر وقت انھیں کوئی ناشر نہ مل سکا اور ۱۹۸۳ء میں جا کر اس کے ایک چوتھائی حصے کی طباعت ممکن ہو سکی ہے۔ ظ۔ انصاری نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

"غالب کے تفصیلی مطالعے میں مثنوی 'چراغِ دیر' (۱۸۲۷ء)، 'بادنالف' (۱۸۲۸ء)، تقریظ آئین اکبری (۱۸۵۵ء) اور ابر گہر بار، کا ذکر تو بہت بار آتا ہے، ان کا ترجمہ کہیں سمجھا نہیں نکلا۔ دراصل انھی مثنویوں کا مطالعہ تھا جس نے مجھے غالب کے پورے فارسی کلام کا ترجمہ کرنے پر اکسایا اور ۱۹۶۵-۶۸ء کے دوران جیسا اور جتنا بن پڑا یہ کام کرتا رہا۔ بمحض میں فارسی کے ایک بزرگ عالم تھے، سید علی صدر، انھوں نے نظر ثانی کرتے وقت میرے ترجمے کا لب ولہجہ بدل دیا اور اصرار کیا کہ ترجمے میں اصل کی صداقت برقرار رکھنے کی خاطر حسن بیان کو قربان ہونے دو۔ اسی اصول پر عمل کیا گیا ہے۔ آخر اردو

کے سب سے بڑے شاعر کا فارسی کلام ہے، ہم کون اس میں اپنی روانی طبع دکھانے والے؟“

ظ۔ انصاری ایک صاحب طرز نشنگار ہیں۔ یہاں واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ انہوں نے کلام غالب کے اردو تراجم میں اصل کی صداقت برقرار رکھنے کی خاطر حسن بیان کو قربان کرنے سے گریز نہیں کیا اور سید علی صدر کے بتائے ہوئے اصول پر عمل پیرار ہے ہیں۔

اختر حسن کے منظوم ترجمہ چراغ دیر کی اشاعت کے نو سال بعد ظ۔ انصاری کا ترجمہ شائع ہوا۔ یہ ترجمہ نشری ہے۔ انہوں نے مثنوی کے پورے ۱۰۸ اشعار ترجمہ کیے جبکہ اختر حسن نے ۱۳۲ اشعار کا ترجمہ نہیں کیا۔ ظ۔ انصاری نے غالب کی تمام گیارہ مثنویاں اردو میں ترجمہ کی ہیں۔ چراغ دیر ان میں سے ایک ہے۔

سردار جعفری نے بھی مثنوی چراغ دیر کا ترجمہ اردو نثر میں کیا ہے۔ ایک قادر الکلام شاعر ہونے کے باوجود منظوم ترجمہ نہ کرنے کی وجہ شاید یہ ہو سکتی ہے کہ غالب کے مفہوم کو شعری پیکر میں پیش کرنے کے لیے اپنی طرف سے کچھ شامل کرنا ایک مجبوری ہن جاتا ایسی صورت میں ترجمہ فارسی متن سے وفاداری برقرار نہیں رکھ سکتا اور سردار جعفری اسے متن کا پابند رکھنا چاہتے ہوں۔ سردار جعفری کے نزدیک غالب کی یہ سرور انگلیز مثنوی ایک زندہ جاوید شاہ کا رکھنے کا درجہ رکھتی ہے۔

سردار جعفری کی مترجمہ مثنوی چراغ دیر، غالب کی دو سو سالہ تقریبات کے موقع پر ۱۹۹۷ء میں پہنچ سے شائع ہوئی۔ مترجم نے اسے غالب کا سومنات خیال<sup>۱</sup> عنوان دیا اور اسی عنوان سے اس پر ایک پرمغز دیباچہ بھی لکھا جو ترجمہ مثنوی کے ساتھ شامل کتاب ہے۔ مرتضیٰ جابر حسین نے کتاب کے پیش لفظ میں لکھا ہے:

”میں نے جناب علی سردار جعفری سے غالب کی دو صد سالہ تقریبات کے موقع سے غالب کی فارسی شاعری سے متعلق ایک مقالہ جس سے

۱۔ چراغ دیر کے ترجمے کے عنوان کے بارے تنویر احمد علوی کا یہ امتراض نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ علی سردار جعفری مر جوم نے اپنے اس ترجمے کا نام غالب کا سومنات خیال رکھا ہے۔ خوبصورت نام ہے لیکن غالب نے صرف خیال کو بنیاد بنا کر یہ مثنوی نہیں لکھی۔ یہ تو حال کے درجے میں آتی ہے کہ یہ سب غالب کا مشاہدہ ہے۔ ( غالب کی فارسی شاعری: تعارف و تنقید، ص: ۱۹۲)

ہندوستانی گنگا جمنی تہذیب کی عکاسی ہوتی ہو، تحریر کرنے کی گزارش کی۔ میں شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میری گزارش کا پاس رکھا اور اس طرح یہ کتاب اردو مرکز عظیم آباد کے فورم سے آپ تک پہنچ سکی۔ مثنوی چراغ دیر کے مختلف ترجمے اس سے قبل بھی منظر عام پر آچکے ہیں۔ ان میں سردار جعفری کے ترجمے کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انھوں نے ہر شعر کا ترجمہ الگ الگ واضح انداز میں غالب بنا رہا اور فن شاعری کو سامنے رکھ کر کیا ہے۔<sup>۱</sup>

‘غالب کا سومنات خیال’ میں پورے ۱۰۸ اشعار کے نثری ترجمے ہیں جو سردار جعفری کی شعر فہمی اور ترجمہ نگاری کا قابلِ قدر ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اس ترجمے کے سلسلے میں انھوں نے مشہور ماہر غالبات کالیداں گپتا رضا سے استفادہ حاصل کرنے کا بطور خاص اعتراف کیا ہے۔ کتاب میں شامل سردار جعفری کا دیباچہ ‘مثنوی چراغ دیر’ کی تفہیم میں معاونت کرتا ہے۔ جس سال یہ کتاب شائع ہوئی اُسی سال (۱۹۹۷) پونہ میں منعقدہ غالب سمینار میں اظہار خیال کرتے ہوئے سردار جعفری نے کہا:

”اس مثنوی کا درجہ غالب کی شاعری میں خاصہ بلند ہے۔ فارسی زبان کے اعتبار سے اس میں بہت مشکل مقامات ہیں جن سے گزرننا آسان کام نہیں ہے اور نثر میں تو اس کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ بہت سے اشعار ایسے ہوتے ہیں جن کا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ان کو بار بار پڑھیں اور ان سے لطف اندوز ہوں اور اس کے بعد آہستہ آہستہ لفظ اپنے معنی بے نقاب کر دے گا۔“<sup>۲</sup>

اپنی اسی تقریر میں سردار جعفری نے یہ بھی کہا تھا کہ اس نظم (چراغ دیر) کو غالب نے جن مصریوں سے شروع کیا ہے ان کا ترجمہ کسی بھی زبان میں ممکن نہیں۔ تاہم خود انھوں نے مذکورہ شعر کا نثری ترجمہ اردو زبان میں کیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

نفس	باصور	دمساست	امر و ز
خموثی	محشر	راز	ست امر و ز

1. غالبات پر تین یادگار تقریریں، مرتب: بخے گوڈ بولے، 2003، پونہ، ص 15-14

”آج میرا نفس (میرا سانس) صورِ قیامت کا دمساز (ہم آواز) ہے  
اور میری خاموشی گویا میدانِ حشر ہے جس میں راز آشکار ہو گا۔“  
اسی شعر کا نظری ترجمہ ظ۔ انصاری نے ان الفاظ میں کیا ہے:

”آج یہ عالم ہے کہ میرا دم صورِ قیامت کا ہم آواز ہے اور میری  
خاموشی میں رازوں کی قیامت برپا ہے۔ وہ زبان پر آنے کے لیے  
بے قرار ہیں۔“

کالیداں گپتا رضا کے قلم سے اسی شعر کا نظری ترجمہ ملاحظہ ہو:

”آج سانس صورِ قیامت کی برابری کر رہی ہے اور خاموشی میں اسرار  
کا محشر برپا ہے۔“

اب اسی شعر کے دو منظوم ترجمے ملاحظہ ہوں:

مرے سینے میں اک شورِ قیامت خیز ہے برپا  
خموشی آج میری محرم اسرار ہے گویا  
اختر حسن

خموشی آج دمساز فجال ہے  
نفس پر صورِ محشر کا گماں ہے  
حیفِ نقوی

شاعری کا ترجمہ مترجم کی سخن فہمی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ وہ اس امر کی غناصی بھی کرتا ہے  
کہ جس شعر کا ترجمہ مقصود ہے اسے پڑھنے کے بعد مترجم نے کیا سمجھا اور کیا محسوس کیا؟ زیر  
ترجمہ شعر میں زبان اور حسن بیان نے جواطف و تاثیر پیدا کی ہے اسے وہ اپنے ترجمے میں کس  
طور پیش کرے کا؟

شاعری کے ترجمے عموماً ممکنات کی حدود کو عبور نہیں کر پاتے۔ ’چراغِ دیر‘ کے مذکورہ  
پانچوں مترجمین لاائق و فاقع اور ممتاز و معروف قدمکار ہیں۔ فارسی زبان و ادب سے اچھی  
واقفیت اور اردو ادب میں اپنی واضح شناخت رکھتے ہیں۔ غالباً کی مثنوی کا ترجمہ ان کے لیے  
ذریعہ عزت نہیں۔ اس کام کے پس پشت حصول زر کی خواہش بھی نہیں تھی۔ یہ بات جانے  
کے باوجود سردار جعفری اور کالیداں گپتا رضا کے ترجموں کو پڑھنے کے بعد ذہن میں چند

سوالات پیدا ہو رہے ہیں:

۱۔ جب اردو میں اس زبان کے دو ترجمے شائع ہو چکے تھے تو ان کی اشاعت کے برسوں بعد سردار جعفری کے نزدیک تیسرا ترجمہ کرنے کا کیا جواز رہا ہوگا؟ کیا وہ ان دونوں تراجم سے نامطمئن تھے یا ان میں کچھ خامیاں محسوس کرتے تھے؟

۲۔ ایک قادر الکلام شاعر ہونے کے باوجود انہوں نے مذکورہ متنوی کا منظوم ترجمہ کیوں نہیں کیا؟ ایسی صورت میں جبکہ اختر حسن والا ترجمہ پورے اشعار کا احاطہ نہیں کرتا، ان کے لیے منظوم ترجمہ کرنے کا ایک جواز تو موجود ہوتا۔

۳۔ سردار جعفری نے اپنے ہدم دیرینہ ظ۔ انصاری کے ترجمے کا کہیں کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ فارسی شعر و ادب سے ظ۔ انصاری کی گہری واقفیت، ترجمہ نگاری کے معاملے میں ان کی فنی مہارت اور اس میدان میں ان کی شہرت و مقبولیت کے باوجود ان کے ترجمے کو نظر انداز کر کے چراغ دیر کے ترجمے کے سلسلے میں کالیداس گپتا رضا سے استفادہ کرنے اور اپنی کتاب 'غالب کا سومنات خیال' کے پیش لفظ میں رضا کاشکر یہ خود ادا کرنے کی بجائے کتاب کے مرتب جابر حسین کو اس استفادے کا ذکر کرنے کی تائید کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

متنوی چراغ دیر کو اردو زبان کا قالب عطا کرنے والے یہ لاائق و فائق دونوں بزرگ جو باہم دوست بھی تھے۔ انہم ترقی پسند مصنفوں سے تعلق رکھتے تھے اور ایک زمانے میں بھی کی ادبی محفلوں کی جان سمجھے جاتے تھے، آج ہمارے درمیان موجود نہیں، یہ سوالات اب بھی تکمیل جواب ہیں۔

'غالب کا سومنات خیال' کی اشاعت کے صرف دو سال بعد ۱۹۹۹ء میں کالیداس گپتا رضا کا ترجمہ متنوی چراغ دیر شائع ہوا۔ یہ سابقہ کتابوں کی طرح علاحدہ سے شائع نہیں کیا گیا بلکہ رضا کی ایک کتاب 'تفہیم غالب' کے دو حرف اور دوسرے مضامین میں 'غالب' کی متنوی چراغ دیر، عنوان سے ایک مضمون میں شامل ہے، جس میں غالب کے سفر کلکتہ، قیام بنارس اور متنوی چراغ دیر سے متعلق تقریباً دو صفحے لکھنے کے بعد۔ "اب متنوی چراغ دیر مع ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔" لکھ کر متنوی کے متن کے ساتھ پورے ایک سو آٹھ اشعار کے نشری تراجم دیے گئے ہیں۔ بعد ازاں تقریباً ڈھائی صفحے پر مشتمل ضمیمہ بھی ہے جو متنوی کے مطالعے کے سلسلے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ کالیداس گپتا کا کیا ہوا یہ ترجمہ سردار جعفری والے ترجمے

سے گہری مماثلت رکھتا ہے۔ اختصار اس کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

اس ترجمے کے متعلق بھی وہی سوالات ذہن میں آتے ہیں کہ جب پہلے ہی تین تراجم منظر عام پر آچکے تھے تو مترجم کے پاس ایک اور ترجمہ کرنے کا کیا جواز تھا اور یہ بھی کہ کالیداں گپتا رضا تو خیر سے ماہر غالبات بھی تھے۔ ان کے ذاتی کتب خانے میں نایاب کتابیں بھی موجود تھیں۔ ایسی صورت میں، انہوں نے اپنے مضمون میں ماقبل تراجم کا ذکر کیوں نہیں کیا جب کہ وہ سب ترجمے بمعیٰ ہی میں کیے گئے تھے۔

‘غالب کا سومنات خیال’ کے مرتب جابر حسین نے مذکورہ کتاب میں ‘اپنی بات’ عنوان کے تحت یہ بھی کہا ہے کہ مثنوی چراغ دیر کا مسودہ بھیجتے ہوئے مجھے سردار جعفری نے لکھا ہے کہ اس باب میں انہوں نے ماہر غالبات جناب کالیداں گپتا رضا سے استفادہ کیا ہے۔ انہوں نے مجھے (جابر حسین کو) یہ بھی لکھا ہے کہ کتاب میں اس استفادے کا ذکر ضرور کر دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس تحریر کی روشنی میں دونوں تراجم کی مماثلت پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں معروف محقق حنفی نقوی کا ایک مضمون بعنوان ‘مثنوی چراغ دیر’ ہفت روزہ ہماری زبان (شمارہ ۱۹۹۹ء، ۸ دسمبر اور ۱۹۹۹ء، ۱۱ دسمبر) میں شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے مذکورہ بالا دونوں تراجم کی مماثلت کا ذکر کرتے ہوئے اس کے ۲۷ اشعار کے تقابلی مطالعے کے بعد لکھا ہے۔ ”کم و بیش اتنے ہی اشعار اور ہوں گے جن کے ترجمے بقدر نصف بالکل یکساں ہیں اور باقی نصف میں لفظوں کا جو پھیر بدل ہے وہ صاف طور پر پھیر بدل معلوم ہوتا ہے۔“ حنفی نقوی نے اپنے اسی مضمون میں سردار جعفری اور کالیداں گپتا رضا کے ترجمہ شدہ پنداشعار میں ان글اطی تفہیم کی نشاندہی بھی کی ہے۔

کالیداں گپتا نے ’چراغ دیر‘ کے نثری ترجمے کے علاوہ اکٹا یہ اشعار کے منظوم ترجمے بھی کیے ہیں۔ یہ ترجمے ان کے وضاحتی نوٹ کے ساتھ ’چراغ دیر‘ میں بنارس کا بیان، عنوان سے شائع ہو چکے ہیں۔ یہ منظوم ترجمے مثنوی کے صرف اُن ہی اشعار کے ہیں جو بنارس سے تعلق رکھتے ہیں۔ نمونے طور پر تین ابتدی اشعار ملاحظہ ہوں:

بنارس کی طرف مائل ہے دل آج      بہار آگے اسی کے ہے خجل آج  
بہار اس کی جیسیں کو چوتی ہے      یہ دنیا گرد اسی کے گھومتی ہے  
بنارس کی کریں تعریف اگر ہم      تو ہو جاتی ہے زلفِ دہر برہم

کالیداں گپتارضا نے 'مثنوی چراغِ دیر' کے اکتا لیس اشعار کے مذکورہ تراجم کسی اوپر اکیسویں صدی کے آغاز میں اس مثنوی کا غیر فنکارانہ منظوم ترجمہ کیا ہوتا ہے اور شعر ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ ہو کر اپنا حسن کیسے کھوتا ہے۔ کالیداں گپتارضا کا یہ ترجمہ اس کی ایک مثال ہے۔

'چراغِ دیر' کے مذکورہ چاروں ترجمے گذشتہ صدی کے ربع آخر میں شائع ہوئے تھے۔ اکیسویں صدی کے آغاز میں اس مثنوی کا ایک اور ترجمہ منظر عام پر آیا۔ یہ ترجمہ معروف محقق حنفی نقوی نے کیا ہے۔ اس سے پہلے سارے تراجم بھی میں کیے گئے تھے جبکہ یہ ترجمہ شہربnarس میں ہوا ہے۔ ماہر غالبیات خلیق انجمن نے اپنی کتاب 'غالب کا سفرِ مکلتہ' میں اس ترجمے کے بارے میں لکھا ہے:

"مثنوی 'چراغِ دیر' کا متن فارسی میں ہے۔ اس کے اردو نشر اور نظم دونوں میں خاصی تعداد میں ترجمے ہوئے ہیں۔ میری نظر میں ڈاکٹر حنفی نقوی کا منظوم ترجمہ بہترین ہے۔ ڈاکٹر حنفی نقوی کے ترجمے میں ایسی شگفتگی، تازگی اور روانی ہے کہ اس میں تخلیقی شان پیدا ہو گئی ہے۔"

'چراغِ دیر' کے مذکورہ سبھی تراجم براہ راست فارسی زبان سے کیے گئے ہیں۔ دونوں زبانوں سے گہری واقفیت کی وجہ سے ان تمام مترجمین کا دائرہ لفظیات بھی کافی وسیع تھا جو ترجمہ نگاری کے لیے مفید و بہتر تصور کیا جاتا ہے۔

ظ۔ انصاری اور سردار جعفری کے کیے ہوئے نثری تراجم میں کفایت لفظی کے ساتھ اجمال کی تفصیل پیش کردینے کی سعی مسلسل ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں حضرات کے تراجم غالب کے فارسی متن کو پوری طرح سمجھانے میں کامیاب نظر آتے ہیں گو کہ اس سلسلے میں قوسین کے الفاظ کا تعادون ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔

حنفی نقوی نے منظوم ترجمے کے لیے غالب کی 'چراغِ دیر' والی بحر ہی استعمال کی ہے۔ یہ بحر چھوٹی ہونے کی وجہ سے تفصیل کی بجائے اجمال کی متقادضی تھی۔ اسی وجہ سے حنفی نقوی کا کیا ہوا ترجمہ بیشتر مقامات پر فارسی متن کے پورے مفہوم کو سمیئنے سے قاصر نظر آتا ہے۔ اختر حسن والے ترجمے میں نسبتاً بڑی بحر استعمال کی گئی ہے۔ اس کے باوجود ان کے

یہاں بھی کچھ کمی محسوس ہوتی ہے۔ جبکہ مجموعی تاثر اس کی کا احساس کچھ کم کر دیتا ہے۔ واضح رہے کہ اختر حسن ایک کہنہ مشق شاعر تھے۔ ان کا کلام معیاری رسائل و جرائد میں تو اتر کے ساتھ شائع ہوا کرتا تھا۔ وہ اپنا ایک شعری مجموعہ بھی مرتب کر چکے تھے۔

کلام غالب کی ایک خوبی وہ منفرد انداز بیان بھی ہے جس پر خود غالب کو ناز تھا۔ یہ انداز بیان آج تک کسی اور شاعر کو نصیب نہیں ہوا۔ زیر نظر پانچوں تراجم اس لحاظ سے بہتر اور قابل قدر ہیں کہ تمام مترجمین نے اپنے اپنے طور پر غالب کے اشعار کو اردو زبان میں منتقل کرنے کی کامیاب سعی کی ہے۔ نشری تراجم میں غالب کے خیال کی ترسیل تو بڑی حد تک ہو گئی لیکن منظوم تراجم میں مخصوص بحر و وزن کی پابندی کی وجہ سے مترجمین کو اکثر مقامات پر اشعار متن کے مفہوم میں کہیں کہیں کچھ چھوڑنا پڑتا ہے اور بعض مقامات پر اپنی طرف سے کچھ جوڑنا بھی پڑتا ہے۔ اگر غالب کے طرز و انداز یا اسلوب کی بات پوچھی جائے تو جواب یہی ہو گا کہ کوئی بھی ترجمہ نگار اس تک نہیں پہنچ سکا ہے۔

زیر نظر کتاب کی ترتیب و اشاعت کا قصہ بھی سن لیجیے۔ ہوا یوں کہ امسال گرمیاں گزارنے کے لیے میں بھوٹان چلا گیا تھا۔ سفر پر روانگی سے چند دنوں قبل میں نے 'مثنوی چراغ دیر' کا ہندی ترجمہ مکمل کیا تھا۔ سوچتا تھا کہ ترجمے پر نظر ثانی کا کام وہاں کروں گا، لہذا ہندی ترجمے کا مسودہ، مثنوی چراغ دیر کا فارسی متن اور اس کے پانچوں اردو ترجمے جو میرے پاس موجود تھے، اپنے ساتھ لیتا گیا۔ نظر ثانی کا کام دو تین دن میں پورا ہو گیا تو خیال آیا کہ کیوں نہ ان تراجم پر مشتمل ایک کتاب مرتب کر دی جائے۔ اس خیال کو عمل میں لانے کے لیے میرے پاس وقت بھی تھا ہر مترجم کے تراجم علاحدہ علاحدہ حصوں میں ترتیب دینے کی بجائے میں نے ہر صفحے پر پہلے غالب کا فارسی شعر اور پھر یکے بعد دیگرے اس کے پانچوں ترجموں دے دیے گئے ہیں تاکہ قارئین انھیں پڑھ کر ابیات غالب کی کیف و کم کو سمجھ سکیں، خط اٹھائیں اور تقابلی مطابع کا کام بھی اپنے طور پر خود انجام دے سکیں۔

اس کتاب کے پیش لفظ میں مثنوی چراغ دیر کے اردو تراجم اور ان کے مترجمین کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ ان تراجم کو علاحدہ علاحدہ ترتیب دینے کی بجائے سب سے پہلے غالب کے شعر کا فارسی متن اور پھر اس کے پانچوں ترجمے یکجا پیش کر دیے گئے ہیں تاکہ قارئین اسے پڑھ کر تقابلی مطابع کا کام بھی خود

اپنے طور پر انجام دے سکیں۔

### لپس نوشت:

1: زیرنظر کتاب کی ترتیب و تدوین کا کام مکمل ہو جانے کے بعد، مجھے پروفیسر حسن عباس کی زبانی معلوم ہوا کہ مثنوی چراغ دیر کے مذکورہ پانچ تراجم کے علاوہ تین ترجمے اور ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک بنارس کے مسلم الحریری کا کیا ہوا ہے جو شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا ترجمہ خرد فیض آبادی نے کیا ہے جو 'مندر کا دیا' عنوان سے لکھنؤ کے ماہنامہ 'نیا دور' میں چھپا تھا۔ تیسرا ترجمہ سیپوان کے فضل الرحمن نے کیا ہے، جو تا حال غیر مطبوعہ ہے۔ یہ تینوں تراجم بھی براہ راست فارسی زبان سے اردو میں کیے گئے ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ پروفیسر حسن عباس ان تراجم پر کام کر رہے ہیں۔

2: زیرنظر کتاب پر یہ میں جانے سے قبل مثنوی چراغ دیر کے مزید تین اردو ترجمے حاصل کرنے میں مجھے کامیابی ملی یہ تراجم امرت لال عشرت، مسلم الحریری اور ظہیر احمد صدیقی کی سعی جمیلہ کا نتیجہ ہیں۔ یہ تینوں ترجمے اختر حسن کی کتاب کی طباعت سے کچھ عرصہ پہلے منظر عام پر آچکے تھے۔ انھیں شامل کتاب نہیں کیا جا سکا اس کا مجھے افسوس ہے۔

صادق

نئی دہلی

# مثنوی چراغِ دیر

---

مع پانچ اردو تراجم

## مأخذات:

- ۱۔ مثنویات غالب (متن فارسی مع اردو ترجمہ) ظ۔ انصاری، اشاعت اول، جولائی ۱۹۸۳ء، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی
- ۲۔ غالب کی مثنوی چراغ دیر کا منظوم اردو ترجمہ، اختر حسن، اشاعت اول: دسمبر ۱۹۷۳ء، انڈین لنگویج ز فورم، حیدر آباد
- ۳۔ غالب کا سومنات خیال، علی سردار جعفری، مرتب جابر حسین، اردو مرکز، عظیم آباد، پشاور، اشاعت اول: ۱۹۹۷ء
- ۴۔ غالب کا سفر کلکتہ اور کلکتہ کا ادبی معركہ، خلیق انجم، اشاعت اول: ۲۰۰۵ء، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی
- ۵۔ تفہیم غالب کے دو حروف اور دوسرے مضامین، کالیداس گپتا رضا، اشاعت اول: ۱۹۹۹ء، ساکار پبلیشورز، ممبئی

(۱)

نفس با صور دماس است امروز  
خموشی محشر راست امروز  
غالب

اردو ترجمہ:

آج یہ عالم ہے کہ میرا دم صورِ قیامت کا ہم آواز ہے، اور خاموشی میں  
رازوں کی قیامت برپا ہے۔ وہ زبان پر آنے کے لیے بے قرار ہیں۔  
ظ۔ انصاری

میرے سینے میں اک شورِ قیامت خیز ہے برپا  
خموشی آج میری محرم اسرار ہے گویا  
اختر حسن

آج میرا نفس (مرا سانس) صورِ قیامت کا دم ساز (ہم آواز) ہے اور  
میری خاموشی (گویا) میدانِ حرث ہے جس میں راز آشکار ہو گا۔  
سردار جعفری

خموشی آج دماسِ فغا ہے  
نفس پر صورِ محشر کا گما ہے  
حنیف نقوی

آج سانس صورِ قیامت کی برابری کر رہی ہے  
اور خاموشی میں اسرار کا محشر بپا ہے۔  
کالیداں گپتا رضا

(۲)

رگ سنگ شرارے می نویسم  
کف خاک غبارے می نویسم

غالب

اردو ترجمہ:

میں پھر کی رگ ہوں۔ چنگاریاں میرے قلم سے نکتی ہیں۔  
مٹھی بھر خاک ہوں (دل کا) غبار لکھ رہا ہوں۔

ظ۔ انصاری

میں رگ سنگ ہوں اور شرار سے لکھ رہا ہوں (میرا ہر حرف ایک شرارہ  
ہے)۔ میں مٹھی بھر خاک ہوں اور غبار لکھ رہا ہوں (میرا ہر لفظ دل کے  
رنج و ملال کی داستان ہے سنگ کی طرح شرار ہے اور خاک کی طرح  
غبار)

سردار جعفری

شر ساماں رگ خارا صفت ہوں  
غبار آسا خراب شش جہت ہوں  
حنیف نقوی

میں پھر کی رگ ہوں اور چنگاریاں لکھ رہا ہوں۔  
میں مٹھی بھر مٹھی ہوں اور غبار لکھ رہا ہوں۔  
(یہاں مراد دل کا غبار نکالنے سے ہے)

کالیداس گپتا رضا

(۳)

دل از شورِ شکایت پابجو شت  
حباب بے نوا طوفان خروشت

غالب

میرا دل شکایتوں سے اُبَل رہا ہے۔  
ایک حیر بُلبلے میں طوفان کی شورش ہے۔

ظ۔ انصاری

مری ہر سانس میں ہے موجزِ آگ کا دریا  
مرے دل میں محلِ انہا ہے اک سیلا ب اشکوں کا  
اختر حسن

دل میں شکایتوں کے شور سے اک جوش ہے اور ایک حیر سے حباب  
میں طوفان کا خروش ہے، ہنگامہ ہے۔

سردار جعفری

دل بے تاب ہے شکوہ سے پُر جوش  
حباب بے نوا ہے یم ب آغوش

حنفی نقوی

دل شکایتوں کے شور سے جوش میں ہے۔  
اور بے صد اُبُلبلے میں طوفان جیسا خروش ہے۔

کالیداس گپتارضا

(۲)

بَكْبَ دارِم ضمیر آلا بیانی  
نفسِ خون کن جگر پالا فغانی

غالب

اردو ترجمہ:

میرے لبوں پر دہ بیان آرہا ہے جس میں دل کا حال ہے، یہ سانس  
خون کرنے والی فریاد ہے جس میں جگر چھن چھن کر آرہا ہے۔

ظ۔ انصاری

مرے ہونٹوں پر لرزائ ہے اک آتش بار افسانہ  
لہو پکائے آنکھوں سے وہ دل افگار افسانہ  
اختر حسن

میرے ضمیر کی آواز میرے ہونٹوں تک آگئی ہے۔ میری فغاں ہر نفس کو  
جوئے خوں بنارہی ہے اور جگر کو فگار کیے دے رہی ہے۔

سردار جعفری

زبال پر روح فرسا اک بیاں ہے  
نفس خوں ہے، جگر آتش بجاں ہے

حنیف نقوی

میرے ہونٹوں پر لتھڑے ہوئے ضمیر کا بیان ہے۔  
سانس خوں کن ہے اور جگر صاف فغاں زدہ۔

کالیداس گپتا رضا

(۵)

پریشان تر ز زلفم داستانیست  
بِ دعویٰ ہر سر مویم زبانیست

غالب

اردو ترجمہ:

میری داستان زلف سے بھی زیادہ بکھری ہوئی ہے۔  
ایک ایک سر موکوز بان ہونے کا دعویٰ ہے۔

ظ۔ انصاری

پریشان ہے مثالِ زلفِ برہم داستان میری  
دلوں کو چیر کر رکھ دے فغاں خونچکاں میری  
اختر حسن

میری داستان (داستان غم) زلفوں سے زیادہ پریشان ہے اور میرے  
ہر سرموکوزبان ہونے کا دعویٰ ہے (میرا روای رواں داستان غم بیان  
کر رہا ہے)۔

سردار جعفری

دکایت ہے یہ برہم مثل گیسو  
مرے دعوے پہ شاہد ہر بن مو  
حنیف نقوی

میری داستان زلف سے زیادہ پریشان ہے۔

میرے ہر بال کی نوک دادخواہی کے لیے زباں بنی ہوتی ہے۔  
کالیداس گپتا رضا

(۶)

شکایت گونہ دارم ز احباب  
کتابن خویش می شویم چ مہتاب  
غالب

اردو ترجمہ:

میں دوستوں سے اس طرح شکایت کر رہا ہوں، جیسے اپنا جامہ کتاب  
چاندنی میں دھونے چلا ہوں (حالانکہ چاندنی میں پہ کپڑا پھٹ جاتا  
ہے۔ مراد یہ ہے کہ شکایت بے اثر ہوگی)۔

ظ۔ انصاری

مجھے اپنے دوستوں سے ایک گونہ شکایت ہے (حالاں کہ یہ بڑا بے معنی  
 فعل ہے) گویا میں چاندنی میں اپنے سائے کے دھبے دھور رہا ہوں  
(شاعروں کا خیال ہے کہ چاندنی میں کتاب پھٹ کر بکھر جاتا ہے گویا  
شکایت کرنا اپنے نفس کو ضائع کرنا ہے)۔

سردار جعفری

گلہ ہے دوستوں کی بے رخی سے  
کتاب سینہ پر ہے چاندنی سے

حنیف نقوی

میں اپنے دوستوں سے ایک گونہ شکایت تو کر رہا ہوں مگر جیسے چاندنی  
میں کتاب دھور رہا ہوں (کوشش لاحصل مراد ہے کیونکہ کتاب چاندنی  
میں ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے)

کالیداس گپتا رضا

(۷)

در آتش از نوائے سازِ خویشم  
کباب شعله آوازِ خویشم  
غالب

اردو ترجمہ:

اپنے ہی ساز کی آواز سے بل رہا ہوں  
اور خود میری آواز کے شعلے نے جلا کر کباب کر دیا ہے۔

ظ۔ انصاری

میٹا جاتا ہوں اپنی ہی نوا کی آگ میں جل کر  
خود اپنے سوزِ پہاں سے ہوا جاتا ہوں خاکستر  
اختر حسن

میں اپنی نوائے ساز کی آگ میں خود جل رہا ہوں اور میری آواز کے  
شعلے نے مجھے بھون ڈالا ہے)۔

سردار جعفری

نوائے ساز نے پھونکا ہے مجھ کو  
مری آواز نے پھونکا ہے مجھ کو

حنیف نقوی

میں اپنے ساز کی آواز کی آگ میں جلس رہا ہوں  
اور اپنی آواز کے شعلے سے کباب ہو رہا ہوں۔

کالیداس گپتارضا

(۸)

نفس ابریشم سازِ فغان سُت  
بسان نے، بتم در استخوان سُت  
غالب

اردو ترجمہ:

فریاد کے ساز پر میرا سانس ہی ساز کا تار ہے۔  
بانسری کی مانند میری ہڈیوں میں آنج بھری ہے۔

ظ۔ انصاری

میرا نفس (سانس) ساز فغان کا تار ہے اور میری ہڈیوں میں بانسری  
کی طرح حرارت بھری ہوئی ہے۔

سردار جعفری

نفس اک رشتہ سازِ فغان ہے  
تپاں ماند نے ہر استخوان ہے  
حیف نقوی

نفس فغان کے ساز کا تار ہے۔  
میری ہڈیوں میں بانسری کی طرح آگ بھری ہے۔

کالیداس گپتارضا

(۹)

محیط افگنده بیرون گوہرم را  
چوگرد افشا ندہ آہن جوہرم را  
غالب

اردو ترجمہ:

سمندر نے میرا موتی نکال کر باہر پھینک دیا، (تقدیر نے مجھے دہلی سے جدا کر دیا) اور لوہے نے میرے (فولادی) جوہر کو گرد کی طرح الگ جھاڑ دیا۔

ظ۔ انصاری

میں وہ موتی ہوں جو اپنے سمندر سے بچھڑ جائے  
وہ جوہر ہوں جو مثل گرد آئینے سے جھڑ جائے  
آخر حسن

میں وہ موتی کا دانہ ہوں جسے میرے سمندر (مراد دہلی) نے اٹھا کر باہر پھینک دیا ہے۔ گویا آہن نے اپنے جوہر کو گرد کی طرح جھاڑ دیا ہے۔

سردار جعفری

وہ گوہر ہوں جو دریا سے جدا ہے  
وہ جوہر جس کو آہن نے تجاہے

خیف نقوی

میرے موتی کو سمندر نے باہر پھینک دیا ہے۔

میرے جوہر کو لوہے نے گرد کی طرح جھاڑ دیا ہے۔

کالیداس گپتارضا

(۱۰)

ز دہلی تابروں آوردہ بخت  
ب طوفانِ تغافلِ دادہ رختم

غالب

اردو ترجمہ:

جب سے تقدیر نے مجھے دہلی سے نکلا ہے،  
میرا سروسامان لاپرواٹی کے طوفان کے حوالے کر دیا۔

ظ۔ انصاری

نکالا مجھ کو جب دلی سے باہر میری قسمت نے  
بنایا بے سرو سامان مجھے سامان وحشت نے  
اختر حسن

جب میری قسمت مجھے دہلی سے باہر نکال لائی تو میرے سرو سامان کو  
طوفانِ تغافل کے حوالے کر دیا۔ (مجھے بالکل فراموش کر دیا)۔

سردار جعفری

چمن دلی کا جب قسمت سے چھوٹا  
تغافل کیشی یاراں نے لوٹا  
خفیف نقوی

میری قسمت مجھے دہلی سے باہر لے آئی ہے۔  
اس نے میرا ساز و سامان طوفانِ تغافل کے حوالے کر دیا ہے۔  
(یعنی اس نے مجھے بالکل بھلا دیا ہے)۔

کالیداں گپتا رضا

(۱۱)

کس از اہل وطن غنیوار من نیست  
مرا در دہر پندارے وطن نیست  
غالب

اردو ترجمہ:

وطن والوں میں سے کوئی بھی میرا ہمدرد نہ رہا،  
گویا دنیا میں میرا کوئی وطن ہی نہیں۔

ظ۔ انصاری

نہیں کوئی وطن میں نعمگارِ جان و تن میرا  
نہ ہو، اس دہر میں جیسے کہیں کوئی وطن میرا  
اختر حسن

میرے ہم وطنوں میں کوئی بھی میرا غم خوار نہیں ہے۔ جیسے اس دہر میں  
میرا کوئی وطن ہی نہ ہو۔

سردار جعفری

نہیں کوئی وہاں غم خوار میرا  
وطن میرا، نہ اب گھر بار میرا  
حنیف نقوی

میرے ہم وطنوں میں میرا کوئی غم خوار نہیں ہے۔  
لگتا ہے جیسے دنیا میں میرا کوئی وطن ہی نہیں ہے۔

کالیداس گپتارضا

(۱۲)

ز ارباب وطن جو یم سہ تن را  
کہ رنگ و رونق انداں نہ چمن را  
غالب

اردو ترجمہ:

اہل وطن میں تین آدمیوں کی مجھے تلاش ہے۔  
جن کے دم سے اس چمن کی رونق ہے۔

ظ۔ انصاری

مگر وہ تین ارباب وطن، وہ رونق گلشن  
وہ جن پر ناز کرتا ہے مرا ایمان، میرافن  
آخر حسن

میں اپنے ارباب وطن میں تین دوستوں کی جستجو کر رہا ہوں،  
جن کے دم سے اس انجمن میں رنگ و رونق ہے)۔

سردار جعفری

مگر ہیں تمن شخص ایسے وطن میں  
کہ جن سے رنگ درونق ہے چمن میں

حنیف نقوی

مجھے اپنے وطن والوں میں تمن کی جستجو ہے کیونکہ یہی اس نہ چمن کے  
رنگ درونق ہیں (یہاں نہ چمن سے مراد دہلی شہر ہے۔ نہ چمن، نہ  
فلک کے انداز پر لکھا گیا ہے)۔

کالیداس گپتارضا

(۱۳)

چو خود را جلوه سنج ناز خواہم  
ہم از حق فضل حق را باز خواہم

غالب

اردو ترجمہ:

جب میرا دل چاہتا ہے کہ ناز کروں،  
تو فضل حق (خیر آبادی) سے ملنے کی دعا کرتا ہوں۔

ظ۔ انصاری

نگاہیں ڈھونڈتی پھرتی ہیں ان کو دشت غربت میں  
تمنا ہے بسر ہو زندگانی ان کی صحبت میں  
مجھے پھر فضل حق مل جائیں فضل حق تعالیٰ سے  
خدا کی رحمتیں نازل ہوں مجھ پر عرشِ اعلیٰ سے

آخر حسن

جب (اپنے دوستوں پر) ناز کرنے کو جی چاہتا ہے (جلوه سنج ناز کا  
ترجمہ ناممکن ہے) تو خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے فضل حق سے پھر  
ملادے۔

سردار جعفری

وہ فضلِ حق نشانِ فضل داور  
بجا ہے ناز جس کی دوستی پر  
حنیف نقوی

چونکہ میں ناز و افتخار کے جلوے دیکھنا چاہتا ہوں  
اس لیے خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مولانا فضلِ حق سے پھر ملاقات ہو۔  
کالیداس گپتارضا

(۱۳)

چو حرزِ بازوئے ایماں نویسم  
حاصم الدین حیدر خاں نویسم  
غالب

اردو ترجمہ:

اور جب ایمان کے بازو کا تعویذ یاد کرتا ہوں،  
حاصم الدین حیدر خاں کا نام لکھتا ہوں۔

ظ۔ انصاری

ملیں پھر مجھ کو میرے ہم نفس اے رحمت یزدال  
حاصم الدین حیدر خاں، امین الدین احمد خاں  
اختر حسن

جب میں اپنے بازوئے ایمان کے لیے تعویذ کی عبارت لکھتا ہوں تو  
حاصم الدین حیدر خاں لکھ دیتا ہوں۔

سردار جعفری

حاصم الدین حیدر خاں وہ خوش خو  
جسے ایماں کا لکھیے حرزِ بازو  
حنیف نقوی

جب میں ایمان کے بازو کا تعویذ تحریر کرتا ہوں،  
تو حسام الدین حیدر خاں (کا نام) لکھتا ہوں۔

کالیداس گپتارضا

(۱۵)

چو پیوندِ قبائے جاں طرازم  
ایمن الدین احمد خاں طرازم  
 غالب

اردو ترجمہ:

اور روح کی قبا پر پیوند نانکنے کی باری آتی ہے،  
تو ایمن الدین احمد خاں کی ضرورت پڑتی ہے۔

ظ۔ انصاری

میں پھر مجھ کو میرے ہم نفس اے رحمت یزدال  
حسام الدین حیدر خاں، ایمن الدین احمد خاں  
اختر حسن

جب میں اپنی (دریدہ) قبائے جاں میں پیوند لگانا چاہتا ہوں تو ایمن  
الدین احمد خاں کے نام کا پیوند لگاتا ہوں۔

سردار جعفری

ایمن الدین احمد خاں وہ دل بند  
قبائے جاں کا کہیے جس کو پیوند  
خفیف نقوی

جب جان کی قبائیں پیوند زیب دینا ہوتا ہے  
تو ایمن الدین احمد خاں (کے نام) کا نقش بناتا ہوں۔

کالیداس گپتارضا

(۱۶)

گرفتم کن جہاں آباد فتم  
مرا نیاں را چرا از یاد فتم  
غالب

اردو ترجمہ:

میں نے مانا کہ جہاں آباد (دہلی) سے چلا آیا،  
لیکن ان (تینوں) کی یاد سے کیسے نکل گیا؟

ظ۔ انصاری

یہ مانا دُور ہوں دلی سے لیکن یہ تو بتاؤ  
بھلاں کے دلوں سے دُور کیوں ہوں کچھ تو سمجھاؤ  
آخر حسن

یہ مانا کہ میں جہاں آباد (دہلی) سے چلا آیا ہوں لیکن ان دوستوں کی یاد  
سے کیوں باہر چلا گیا ہوں؟ (انھوں نے مجھے فراموش کیوں کر دیا؟)  
سردار جعفری

ہوا ہوں گھر سے میں ہر چند بے گھر  
بھلا یا مجھ کو ان لوگوں نے کیوں کر

حنیف نقی

مانا کہ میں جہاں آباد (دہلی) سے نکل آیا،  
لیکن ان لوگوں کی یاد سے کیونکر نکل گیا؟

کالیداس گپتا رضا

(۱۷)

مگو داغ فراق بوستان سوخت  
غم بے مہری ایس بوستان سوخت

غالب

اردو ترجمہ:

یہ نہ کہو کہ وطن کی جدائی کاغم جلائے ڈالتا ہے۔  
در اصل ان دوستوں کی بے مرتوی کے غم نے مار ڈالا۔

ظ۔ انصاری

فرقہ بوستان کے یہ ہزاروں داغ سینے پر  
پھر اس پر دوستوں کی بیوفائی ٹھف ہے جسے پر  
آخر حسن

یہ نہ کہو کہ داغ فرقہ بوستان (دہلی کی مفارقت کے داغ) نے مجھے جلا  
دیا ہے۔ چج تو یہ ہے کہ مجھے ان دوستوں کی بے مہری نے پھونک ڈالا  
ہے۔

سردار جعفری

چمن کے چھوٹنے کا رنج کم ہے  
مجھے بے مہری یاراں کا غم ہے

حنیف نقوی

یہ نہ کہہ کہ (دلی کے) باغ سے علاحدہ ہونے کے رنج نے جلا ڈالا  
ہے۔ مجھے تو ان دوستوں کی بے مہری نے پھونک ڈالا ہے۔

کالیداس گپتا رضا

(۱۸)

جهاں آباد گر نبود الٰم نیست  
جهاں آباد بادا جائے کم نیست

غالب

اردو ترجمہ:

اگر دہلی نہ ہو تو کوئی غم نہیں۔  
دنیا آبادر ہے۔ جگہ کی کیا کمی؟

ظ۔ انصاری

جہاں آباد چھوٹا خیر کوئی غم نہیں اس کا  
رہے آباد یہ عالم، ٹھکانا مل ہی جائے گا  
اخت ر حسن

اگر (میری قسمت میں) جہاں آباد (دہلی) نہیں ہے تو نہ سہی۔ یہ  
جہاں، یہ دنیا آباد ہے تو پھر جگہ کی کیا کمی ہو سکتی ہے؟

سردار جعفری

اگر چھوٹا جہاں آباد، غم کیا؟  
جہاں آباد، گنجائش ہے کم کیا؟

ضیف نقوی

اگر جہاں آباد یعنی دلی نہ رہے تو غم نہیں،  
دنیا آباد رہے۔ جگہ کی کیا کمی ہے؟

کالیداس گپتا رضا

(۱۹)

نباشد قحط بہر آشیانے  
سر شاخ گلے در گلتانے  
غالب

اردو ترجمہ:

باغ میں پھولوں کی کسی (بھی) ثہنی پر،  
کہیں بھی آشیانہ بن جائے گا۔ اس کی تنگی نہیں ہے۔

ظ۔ انصاری

فرق بوستان کے ہیں ہزاروں داغ سینے پر  
پھر اس پر دوستوں کی بیوفائی ٹھف ہے جیسے پر  
اخت ر حسن

(دہلی سے دور) گلتاں میں آشیاں بنانے کے لیے شاخ گل کا قحط  
نہیں ہے۔

سردار جعفری

چمن میں بہر تعمیر نشیمن  
بہت ہے ایک شاخ گل کا دامن  
خیف نقوی

ایک آشیانہ بنانے کے لیے باغ میں ایک شاخ گل کا قحط نہیں۔

(یعنی باغ دہلی کی تخصیص نہیں، جہاں چاہوں گا آشیانہ بنالوں گا)

کالیداس گپتا رضا

(۲۰)

پس در الہ زارے جا تو انکرد  
وطن را داغ استغنا تو انکرد

غالب

اردو ترجمہ:

اب اس کے بعد ایک الہ زار میں ٹھکانا بن سکتا ہے،  
اور وطن (سے جدا ہی) کا داغ دل سے بھایا جا سکتا ہے۔

ظ۔ انصاری

جگہ کی قید کیسی جب وطن کی سرز میں چھوٹی  
جہاں مرخی ہوئی دل کی ہنائے آشیاں رکھ دی

آخر حسن

کسی الہ زار میں بھی جگہ مل سکتی ہے اور وطن کی یاد کو داغ استغنا بنایا  
جا سکتا ہے (یعنی وطن کی یاد سے بے نیاز ہو سکتے ہیں لیکن یہ بے نیازی  
مُداغ بن کر وہ جائے گی)۔

سردار جعفری

میسر ہو اگر اتنا سہارا  
وطن سے کچھی یکسر کنارا

### حنف نقوی

اور نہیں تو کسی لالہ زار میں جگہ مل سکتی ہے،  
اور آدمی اپنے وطن (کی یاد) سے مستغنى ہو سکتا ہے۔ (یعنی دہلی کو  
بہر حال چھوڑا جاسکتا ہے۔)

کالیداس گپتا رضا

(۲۱)

بخار طر دارم اینک گل زمینے  
بہار آمیں سواد دل نشینے

غالب

اردو ترجمہ:

پھولوں کی اس سرز میں پر میرا دل آیا ہے۔  
کیا اچھی آبادی ہے جہاں بہار کا چلن ہے۔

ظ۔ انصاری

یہیں نظروں کے آگے یہ جو ارضِ گل بداماں ہے  
یہیں رہ جائے ہر سو بہاراں ہی بہاراں ہے  
آخر حسن

اب طبیعت ایک ایسی گل زمین (یعنی گلستان بنارس) کی طرف مائل  
ہے جس کے سواد دل نشیں میں بہار ہی بہار ہے۔

سردار جعفری

نظر میں آج اک ایسا چمن ہے  
جو رنگِ نور و نکھت کا وطن ہے

حنف نقوی

میں نے اس گلتاں (بنارس) سے دل لگایا ہے۔ یہ دل نشیں بستی بہار کا حکم رکھتی ہے اور اس کی وسعت دل میں گھر کرنے والی ہے۔ (یعنی دُور کیوں؟ یہیں بنارس جیسی دل نشیں بستی میں رہ سکتا ہوں۔)

کالیداں گپتارضا

(۲۲)

کہ می آید بدعوی گاہِ طواف  
جہاں آباد از ببر طواف  
غالب

اردو ترجمہ:

(یہ وہ مقام ہے) کہ مقام تفاخر میں،  
دہلی اس کا طواف کرنے آتا ہے۔

ظ۔ انصاری

بجا ہے تمکنت پر اپنی سب لا ف و گزاف اس کا  
یہ ہے بُت خانہ کاشی کرے دلی طواف اس کا  
اختر حسن

(اس میں ایسی بہار ہے) جہاں آباد نہایت فخر کے ساتھ اس کے  
طواف کے لیے آتا ہے۔

سردار جعفری

متاع فخر و سامانِ سعادت  
جہاں آباد کو اس کی زیارت

خفیف نقوی

شہر جہاں آباد (دلی) کو جب لا ف زنی کرنی ہو تو وہ اس شہر کے طواف  
کے لیے آتا ہے (کیونکہ بنارس کے ارد گرد چکر کاٹنے ہی سے اسے بڑا  
ہونے کا فخر حاصل ہوتا ہے۔)

کالیداں گپتارضا

نگہ را دعویٰ گلشن ادائی  
ازال خرم بہار آشنائی  
غالب

اردو ترجمہ:

اس مبارک اور عزیز بہار سے،  
نگاہ کو اداء گلشن کا دعویٰ ہے۔

ظ۔ انصاری

مرے نغموں میں یہ کیسی بہار آشنائی ہے  
برنگِ نو نظر کو دعویٰ گلشن ادائی ہے  
اختر حسن

(بنارس کے دیدار سے) نگاہ گلشن ادا ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور اس  
عالمِ مرت میں عشق پر بہار آ جاتی ہے۔

سردار جعفری

وہاں تک جب سے پائی ہے رسائی  
نگہہ کو دعویٰ گلشن ادائی

حنیف نقوی

(بنارس کے دیکھنے سے) نگاہ کو گلشن ادا ہونے کا دعویٰ ہو جاتا ہے۔  
دید کی بہار اس سے خوش خرم ہو جاتی ہے (یا جب نگاہ بنارس پر پڑتی  
ہے تو اس منظر سے آشنائی کی بہار کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اس میں گلشن کی  
ادا کا جلوہ نظر آنے لگتا ہے۔)

کالیداس گپتا رضا

(۲۴)

خن را نازش مینو قماشی  
زگبانگ ستائشہائے کاشی

غالب

اردو ترجمہ:

کاشی (بنارس) کی تعریف میں خوش بیانی کی بدولت،  
کلام کو یہ فخر ہوتا ہے کہ فردوس سامان ہو گیا۔

ظ۔ انصاری

مرے ذوقِ خن کو ناز ہے اس کی ستائش پر  
مرے اشعار میں شامل ہے اس کے حسن کا جو ہر  
آخرِ حسن

جب کاشی کی تعریف و توصیف میں نغمہ بن کر بلند ہوتا ہے تو خن اپنی  
فردوسِ مزاجی پر ناز کرنے لگتا ہے۔

سردار جعفری

یہ اس کے وصف کا فیض نمو ہے  
زبان جنت طراز گفتگو ہے

حیفِ نقوی

خوش ادائی سے بنارس کی توصیف کرنے پر خن کو ناز ہے کہ وہ فردوس  
گوش ہو گیا۔ (یعنی بنارس کی تعریف کرنا شاعری کو عزت بخشتا ہے۔)

کالمید اس گپتا رضا

(۲۵)

تعالیٰ اللہ بنارس چشم بد دور

بہشت خرم و فردوسِ معمور

غالب

اردو ترجمہ:

سبحان اللہ! بنارس کو خدا نظر بد سے بچائے۔  
 یہ ایک مبارک جنت ہے۔ یہ بھرا پر افرادوں ہے۔

ظ۔ انصاری

کرے شرمندہ جنت کو بھی اپنے کیفِ رنگیں سے  
بنارس کو خدا محفوظ رکھے چشم بد بیں سے  
آخر حسن

سبحان اللہ! چشم بد دور، بنارس مسرتوں کی جنت اور بہشت کا شباب  
 ہے۔ (بھرا پر افرادوں۔)

سردار جعفری

بنارس نام اُس کا، چشم بد دور  
بہشت خرم و فردوسِ معمور

حنیف نقی

سبحان اللہ!

چشم بد دور! بنارس خوشیوں کی جنت اور بھرا پر افرادوں ہے۔  
 کالیداس گپتارضا

(۲۶)

بنارس را کے گفتا کہ چین است  
 ہنوز از گنگ چینش بر جین است

غالب

اردو ترجمہ:

کسی نے کہہ دیا کہ بنارس (حسن میں) چین کے مثل ہے۔ (یہ تشبیہ  
 بنارس کو ایسی ناگوار گزری کہ) آج تک گنگا کی موج اس کے ماتھے کا  
 بل بنی ہوئی ہے۔

ظ۔ انصاری

بنارس کو کسی نے چین سے شبیہ دے دی تھی  
ابھی تک اس کے ماتھے پر شکن ہے رو گنگا کی  
اختر حسن

کسی نے حسن کی تعریف میں بنارس کو چین کہہ دیا۔ (یہ سن کر بنارس کو  
اپنی تو ہیں محسوس ہوئی اور اسی لیے) اب تک بہتی ہوئی گنگا کی شکل میں  
اس کے ماتھے پر شکن ہے۔

سردار جعفری

کسی نے چین اس کو کہہ دیا تھا  
تبھی سے چین پیشانی ہے گنگا  
حیف نقوی

کسی نے تعریف کرتے ہوئے (حسن کی برابری میں) بنارس کو چین کہہ  
دیا۔ (اس میں بنارس کو اتنی تو ہیں معلوم ہوئی کہ) اب تک (دھار کی صورت  
میں) گنگا کی پیشانی پر شکن ہے (چین سے مراد نگارخانہ چین ہے)۔

کالمیداں گپتا رضا

(۲۷)

بنوش پُر کاری طرز وجودش  
زدہ بی می رسد ہر دم درودش  
غالب

اردو ترجمہ:

اس کے وجود کا انداز ایسا خوشگوار ہے کہ  
دہلی ہمیشہ اس پر درود بھیجا رہتا ہے۔

ظ۔ انصاری

فدا ہے اس کی وفعِ درزا پر جان دل کی  
زبان پر ورد ہے ”صلن علی صلن علی کاشی“  
اختر حسن

اس کا طرز وجود ایسا خوب صورت ہے کہ دہلی اس پر ہر دم درود بھیجتی رہتی ہے۔

سردار جعفری

مناظر اس کے ہیں اتنے دل افروز  
سلام آتے ہیں دلی کے شب و روز

حنیف نقوی

بنارس کے وجود کی پُر کاری ایسی خوشگوار ہے  
کہ دہلی شہر ہر دم اس پر درود بھیجتا ہے۔

کالیداں گپتا رضا

(۲۸)

بنارس را مگر دیدست در خواب  
کہ می گردد ز نہرش درد، من آب  
غالب

اردو ترجمہ:

شاید دہلی نے بنارس کو خواب میں دیکھ لیا،  
تبھی تو دہلی کے منھ میں نہر (سعادت خاں) کا پانی بھر آیا ہے۔

ظ۔ انصاری

ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دہلی نے بنارس کو خواب میں دیکھ لیا ہے جو اس کے منھ میں پانی بھر آیا ہے جو نہر کی شکل میں بہہ رہا ہے۔ (یہ نہر سعادت خاں کی طرف اشارہ ہے جو چاندنی چوک میں بہتی تھی اور 1910 میں پاٹ دی گئی۔)

سردار جعفری

دکھاتے ہیں جو یہ نقشہ اسے خواب  
دہن دلی کا نہروں سے ہے پُر آب

حنیف نقوی

دلی نے شاید بنا رس کو خواب میں دیکھ لیا ہے جس سے اس کے منھ میں  
پانی بھرا آیا جو نہر کی صورت میں بہتا رہتا ہے۔

کالیداں گپتارضا

(۲۹)

حسودش گفتمن آئین ادب نیست  
ولیکن غبطہ گر باشد عجب نیست  
غالب

اردو ترجمہ:

اُسے (دلی کو) حسد کہنا بے ادبی ہے،  
تاہم اگر بنا رس پر رشک آتا ہو تعجب نہیں۔

ظ۔ انصاری

یہ کہنا تو بے ادبی ہو گی کہ دلی کو بنا رس سے حسد ہے لیکن اگر رشک ہو تو  
کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

سردار جعفری

حد کہنا اسے سوئے ادب ہے  
مگر یہ رشک ہو تو کیا عجب ہے  
حنیف نقوی

یہ کہنا تو بے ادبی ہو گی کہ دلی کو بنا رس سے حسد ہے۔ ہاں، اگر رشک  
ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

کالیداں گپتارضا

(۳۰)

تندخ مشرب اچوں لب کشايند  
پ کيش خويش کاشي راستايند

غالب

اردو ترجمہ:

آواگوں کا عقیدہ رکھنے والے لب کھولتے ہیں تو  
اپنے مذهب کے مطابق کاشی کی تعریف یوں کرتے ہیں:

ظ۔ انصاری

تناخ پر عقیدہ رکھنے والے سب یہ کہتے ہیں  
بنارس میں جو مر جاتے ہیں وہ بھی زندہ رہتے ہیں  
آخر حسن

تناخ مشرب یعنی ہندو جو بار بار مر نے اور پیدا ہونے پر یقین رکھتے  
ہیں، جب اپنی زبان کھولتے ہیں تو اپنے عقیدے کے مطابق کاشی کی  
تعریف کرتے ہیں۔

سردار جعفری

تناخ پر ہے جن لوگوں کا ایماں  
وہ ہیں یوں ارض کاشی کے شاخواں

حنیف نقوی

تناخ مشرب یعنی ہندو جب لب کھولتے ہیں  
تو اپنے عقیدے کے مطابق کاشی کی تعریف کرتے ہیں۔

کالیداس گپتا رضا

(۳۱)

کہ ہر کس کاندرائی گلشن بمیرد  
دگر پیوندِ جسمانے نگیرد  
غالب

اردو ترجمہ:

کہ جو شخص اس باغ میں پران چھوڑے۔ اس کی آتما (زروان حاصل  
کر لیتی ہے) پھر سے جسم کی مادیت سے میل نہیں کھاتی۔

ظ۔ انصاری

یہ مانا، پھر سے وہ پیوند جسمانی نہیں پاتے  
یہ مانا، جسم ظاہر میں کے آگے وہ نہیں آتے  
آخر حسن

(وہ کہتے ہیں) کہ بنارس کے اس گلشن میں جو آتا ہے۔ وہ دوبارہ  
جسمانی پکیر اختیار نہیں کرتا۔ وہ دوبارہ پیدا نہیں ہوتا۔

سردار جعفری

نکتی ہے یہاں جب روح تن سے  
تو پاتی ہے نجات آواگوں سے  
غیف نقوی

(وہ کہتے ہیں) کہ اس گلشن (بنارس) میں جو شخص مرتا ہے  
وہ دوبارہ جسم سے پیوست نہیں ہوتا (یعنی پھر جنم نہیں لیتا)  
کالیداس گپتا رضا

(۳۲)

چمن سرمایہ امید گردد  
بُردن زندہ جاوید گردد  
غالب

اردو ترجمہ:

اس کی امید (نجات) کا سرمایہ چمن بن جاتا ہے، کہ مردہ مر کر زندہ  
جاوید ہو جائے گا۔

ظ۔ انصاری

بنارس کا مگر اک سحر کہئے، شعبدہ کہئے  
یہاں کی جاں فزا آب و ہوا کا معجزہ کہئے  
کہ مرنے والے سب قابل بدل کر زندہ رہتے ہیں  
مجسم نور بن کر جاؤ داں پائیندہ رہتے ہیں  
آخر حسن

یہ چمن (شہر بنارس) ان کی امید کا سرمایہ بن جاتا ہے اور اس چمن میں  
مرکر وہ زندہ جاوید بن جاتا ہے۔

سردار جعفری

بھار آتی ہے نخلِ آرزو پر  
حیاتِ جاوداں ملتی ہے مرکر  
حنیف نقوی

(آخرت سنوارنے کے لیے اس شہر کی زیارت) امید کا سرمایہ بن  
جاتی ہے۔ یہاں مرنے سے (انسان) امر ہو جاتا ہے (یعنی تینوں  
لوگ سے ملتی پا جاتا ہے۔ 'چمن سرمایہ امید' ترکیب ہے۔ غالب کے  
یہاں ایسی ترکیبیں ملتی ہیں)

کالیداس گپتا رضا

(۳۳)

زہے آسودگی بخش روں نہا  
کہ داغِ چشم می شوید ز جانہا  
غالب

اردو تراجم:

روح کو راحت بختنے والے (اس مقام) کے کیا کہنے جو روحوں سے نظر  
بد کا اثر بھی دھوڈالتا ہے۔

ظ۔ انصاری

کیا کہنا اس شہر کا جو روحوں کو آسودگی اور سکون بخشتا ہے اور جانوں سے  
آنکھوں کے داغ دھوڈیتا ہے (اب رو جیس پیکر محسوس میں نہیں آتیں  
اور اس لیے نگاہوں کے داغ سے پاک ہو جاتی ہیں)۔

سردار جعفری

نہیں اس کی میجانی سے کچھ دور  
کہ داغ جسم ہوں جانوں سے کافور

حنیف نقوی

کیا کہنے ہیں زندگیوں کو آسودگی دینے والے شہر کے  
جو جانوں سے آنکھ کا داغ (یعنی نظر بد کے اثرات) دھو دیتا ہے۔  
کالیداں گپتیارضا

(۳۲)

شگفتہ نیست از آب و ہوا یش  
کہ تنہا جاں شود اندر فضایش  
غالب

اردو ترجمہ:

بنارس کی آب و ہوا کو دیکھتے ہوئے کوئی تعجب کی بات نہیں کہ  
اس کی فضائیں صرف آتما ہی آتمار ہے۔

ظ۔ انصاری

بنارس کا مگر اک سحر کہیے، شعبدہ کہیے  
یہاں کی جانفرزا آب و ہوا کا مججزہ کہیے  
کہ مرنے والے سب قالب بدل کر زندہ رہتے ہیں  
جسم نور بن کر جاؤ داں پائندہ رہتے ہیں  
اختر حسن

اس کی آب و ہوا میں جسموں کی شگفتگی نہیں ہے۔ کیوں کہ اس فضائیں  
جان ہی جان، روح ہی روح ہے۔

سردار جعفری

روان افزائی سے آب و ہوا کی  
مراپا جاں بنے ہر جسم خاکی  
حنیف نقوی

اس کی آب و ہوا سے یہ تعجب کی بات نہیں کہ اس کی فضا میں صرف زندگی قیام کرتی ہے (یعنی مرنے کے بعد آتھا اسی شہر میں قیام کرنا چاہتی ہے)

کالیداں گپتا رضا

(۳۵)

بیا اے غافل از کیفیت ناز  
نگاہے بر پری زاد انش انداز  
غالب

اردو ترجمہ:

اے شخص جو ناز کی کیفیت سے غافل ہے،  
ذرابنارس کے پری زادوں پر نگاہ ڈال۔

ظ۔ انصاری

ا دھر آؤ ادھر، میخانہ غفلت کے متوا لو!  
ادھر دیکھو ذرا اس کے حسینوں پر نظر ڈالو

اختر حسن

اے حسینوں کے ناز کی پر کیف اداوں سے غافل ادھر آ اور کاشی کے  
پری زادوں پر ایک نظر ڈال۔

سردار جعفری

ادا نا آشناۓ جلوہ ناز  
پری زادوں کے دیکھیں اس کے انداز

حنیف نقوی

اے ناز کی کیفیت سے غافل! (ادھر آ)  
اور بنارس کے پری زادوں (حسینوں) پر بھی ایک نظر ڈال۔

کالیداں گپتا رضا

(۳۶)

ہمه جانہئے بے تن گن تماشا  
ندارد آب و خاک ایس جلوہ حاشا

غالب

اردو ترجمہ:

آن تمام آتماؤں کو دیکھو جن پر تن (کاخوں) نہیں ہے۔  
وہ روپ ہے جسے پانی مٹی سے کوئی تعلق نہیں۔

ظ۔ انصاری

یہ کوہ قاف کی پریاں ہیں یا حوریں ہیں جنت کی  
جسم ہو گئی ہوں جیسے موجودین نور و نہت کی  
اختر حسن

آن تمام جسم سے بے نیاز روحوں کا نظارہ کر،  
آب و خاک سے بنائے ہوئے پیکروں میں ایسا جلوہ ہرگز نہیں ہوتا۔

سردار جعفری

آن تمام جسم سے عاری روحوں کا نظارہ کر۔ پانی اور مٹی سے بنے ہوئے  
جسموں میں یہ جلوہ ہرگز نہیں ہوتا۔

کالیداس گپتا رضا

(۳۷)

نہادِ شاہ چو بولے گل گراں نیست  
ہمه جانند جسے درمیاں نیست

غالب

اردو ترجمہ:

اُن کی فطرت ہلکی پھلکی ہے۔ پھول کی بس کی طرح،  
یہ لوگ جان ہی جان ہیں۔ جسم حائل نہیں۔

ظ۔ انصاری

نہیں حائل ہے پرده کوئی جسمانی کثافت کا  
سر اپا پیکر ان نور ہیں، اعجاز قدرت کا  
اختر حسن  
ان کی اصل، (بوئے گل کی طرح ہلکی پھلکی ہے) بھاری نہیں۔ یہ سب  
جان ہی جان ہیں۔ جسم کہیں حائل نہیں ہے۔

سردار جعفری

جسم روح، بیگانہ جسد سے  
پرے آلاش ہستی کی حد سے  
حنیف نقوی

ان کی اصل بوئے گل کی طرح (ہلکی پھلکی ہے) بھاری نہیں۔  
یہ سب روح ہی روح ہیں جسم کہیں حائل نہیں۔

کالیداس گیتا رضا

(۳۸)

خس و خارش گلتان است گوئی  
غبارش جوہر جان است گوئی  
غالب

اردو ترجمہ:

اس شہر کا گھاس پھونس بھی گویا باغ ہے۔  
اور اس کا گرد و غبار بھی روح کا (لطیف) غبار ہے۔

ظ۔ انصاری

یہاں کے خار و خس میں بھی ہے پھولوں کی سی رعنائی  
یہاں کی گرد میں بھی ہے اک اعجازِ میجانی  
اختر حسن

بنارس کے خس و خار بھی گویا گلتاں ہیں۔  
اس کا غبار راہ بھی روح کا جوہر ہے۔

سردار جعفری

مثال بوے گل یکسر اضافت  
ہیولی ماوراء جسم و صورت  
خفیف نقوی

بنارس کی گھاس پھوس بھی گویا گلتاں ہے  
اور اس کا غبار جسے روح کا جوہر ہے۔

کالیداس گپتا رضا

(۳۹)

دریں دیرینہ دیرستانِ نیرنگ  
بہارش ایمن ست از گردشِ رنگ  
غالب

اردو ترجمہ:

(دنیا کے) اس پرانے بت کدے میں جو ہمیشہ رنگ بدلتا رہتا ہے،  
بنارس کی بہار رنگ کی تبدیلی سے محفوظ ہے۔

ظ۔ انصاری

یہ ٹھہرہ دیر، دیرستانِ عالم کا عجوبہ ہے  
بدلتے موسموں سے ناشناساً اس کی دنیا ہے  
اختر حسن

دنیا کے قدیم مندروں کے اس طسماتی شہر کی بہار موسਮ کی تبدیلیوں سے محفوظ رہتی ہے۔ (اس میں بہار ہی بہار ہے۔ خزاں کا گذر نہیں)۔

سردار جعفری

یہاں کے خارو خس رشک گلتاں

یہاں کا ذرہ ذرہ جوہر جاں

حنیف نقوی

اس قدیم طسمی مندروں والے شہر کی بہار، موسوم کی تبدیلی سے محفوظ رہتی ہے (یعنی گو کہ ہر شے کو تغیر ہے مگر اس شہر کی بہار ہمیشہ قائم رہتی ہے)

کالیداں گپتا رضا

(۳۰)

چہ فروز دیں، چہ دی ماہ و چہ مرداد  
بہر موسوم فضایش جنت آباد

غالب

اردو ترجمہ:

چاہے بہار کا موسوم ہو، خزاں کا ہو یا گرمی کا،  
ہر موسوم میں یہاں کی فضائیش بُنی رہتی ہے۔

ظ۔ انصاری

بہار یا خزاں کے خوف سے آزاد رہتی ہیں  
کوئی موسوم ہو، یا رنگینیاں آباد رہتی ہیں  
انتر حسن

چاہے بہار، چاہے سرما، چاہے برسات، ہر موسوم میں یہاں کی فضائیش  
جیسی ہوتی ہے۔

سردار جعفری

بہاریں اس گلتاں میں ازل سے  
مزرا ہیں تلوں کے عمل سے

حنیف نقوی

چاہے فروردیں (بہار) ہو چاہے دی (سرما) چاہے مرداد (گرم) ہو، ہر  
موسم میں یہاں کی فضاجنت جیسی ہوتی ہے (مرداد=جو لائی=بھادوں)

کالیداس گپتا رضا

(۳۱)

بہاراں درشتا وصیف ز آفاق

بکاشی می کند قشلاق و بیلاق

غالب

اردو ترجمہ:

سخت سردی اور سخت گرمی کے موسم میں دنیا بھر سے بہار اپنا سامان  
لپیٹ کر، سردی و گرمی گزارنے بنارس آ جاتی ہے۔

ظ۔ انصاری

دنیا کے گرم و سرد موسموں میں (بہار) کاشی آ کر پناہ لیتی ہے۔

سردار جعفری

بہاریں شندی موسم سے بچ کر

چھپاتی ہیں اسی کے سامے میں سر

حنیف نقوی

دنیا کی بہاریں سرد و گرم موسم میں کاشی (بنارس) میں آ کر پناہ لیتی  
ہیں۔ (قشلاق=موسم سرما بر کرنے کا مقام۔ بیلاق=موسم گرم بر  
کرنے کا مقام)

کالیداس گپتا رضا

(۳۲)

بود در عرض بال افشاری ناز  
خزانش صندل پیشانی ناز

غالب

اردو ترجمہ:

خزاں کا موسم جب یہاں ظہور کرتا ہے،  
تو وہ بنارس کے لیے چندن کا میکہ ہوتا ہے۔

ظ۔ انصاری

خزاں بنارس کی پیشانی ناز کا صندل بن جاتی ہے۔

سردار جعفری

ادا کرتی ہے حق مشاطگی کا  
لگاتی ہے خزاں صندل کا میکہ

حنیف نقوی

جب ناز اپنے بال و پر پھیلائے ہوئے ہوتا ہے تو خزاں اس کی پیشانی  
کا چندن بن جاتی ہے۔

کالیداس گپتا رضا

(۳۳)

بے تسلیم ہوائے آں چمن زار  
زموج گل بہاراں بستہ زُقار

غالب

اردو ترجمہ:

اس چمن زار (بنارس) کی ہوا کے آگے سر جھاتے ہوئے،  
بہار موج گل کا جنیو باندھ لیتی ہے۔

ظ۔ انصاری

اس چمن زار (بنارس) کی ہوا کے فیض سے بہار، موج گل کا زنار پہن  
لیتی ہے (بہار کے دو شہر پر موج گل کا جنیو ہے)۔

سردار جعفری

چڑھاتی ہیں عقیدت کے یہاں ہار  
بہاریں موج گل کے باندھے زنار

حنیف نقوی

اس چمن زار (بنارس) کی ہوا کے زیر اثر بہار نے موج گل کا زنار  
(جنیو) پہن لیا ہے۔

کالیداں گپتا رضا

(۲۳)

فلک را قشہ اش گر بر جمیں نیست  
پس ایں رنگینی موج شفق چیست

غالب

اردو ترجمہ:

اگر آسمان نے ماتھے پر اس کا تلک نہیں لگایا تو پھر  
یہ شفق کی ابروں کی رنگینی کیا ہے؟

ظ۔ انصاری

فلک یہ اپنی پیشانی پر جو قشہ لگاتا ہے  
اسی کے گلشن و گلزار سے سرخی چراتا ہے  
اختر حسن

اگر وہ آسمان کی پیشانی کا تلک نہیں ہے تو پھر موج شفق کی رنگینی کیا چیز  
ہے؟

سردار جعفری

فلک ہے مدئی طاعت کے حق کا  
لگا کر قشقة رنگیں شفق کا  
حنیف نقوی

اگر آسمان کی پیشانی پر بنا رس کا یکا نہیں ہے  
تو پھر یہ شفق کی رنگینی کیا چیز ہوئی؟

کالیداس گپتا رضا

(۳۵)

کف ہر خاکش از مستی کنشتی  
سر ہر خارش از سبزی بہشتی  
غالب

اردو تراجم:

اس شہر کی ہر مٹھی خاک مستی کی وجہ سے عبادت گاہ ہے،  
اور اس کا ہر ایک کائنات سبزی میں بہشت ہے۔

ظ۔ انصاری

اس کی خاک کا ہر ذرہ (مٹھی مٹھی بھر خاک) عالم جذب میں عبادت گاہ  
ہے۔ اور ہر کائنات اپنی ہر یालی (تازگی) کی وجہ سے بہشت ہے۔

سردار جعفری

مسی ہو یا جولائی یا دسمبر  
بہر موسم یہاں جنت کا منظر

حنیف نقوی

یہاں کی ہر مٹھی بھر خاک مستی کے سبب ایک عبادت گاہ ہے اور یہاں  
کے ہر کائنے کی نوک ہر یालی کی وجہ سے بہشت ہے۔

کالیداس گپتا رضا

(۳۶)

سوا دش پائے تخت بُت پرستاں  
مراپايش زیارت گاہ متاں  
 غالب

اردو تراجم:

اس شہر کی آبادی بُت پرستوں کی راجدھانی ہے،  
اول سے آخر تک وہ مستوں کا تیر تحے ہے،  
ظ۔ انصاری

بنارس، جانِ جاناں، پائے تخت بُت پرستاں ہے  
بنارس ارضِ خوبیاں ہے زیارت گاہ متاں ہے  
انتر حسن

یہ بستی بُت پرستوں کی راجدھانی ہے اور سارے کا سارا شہر مستوں کی  
زیارت گاہ ہے۔

سردار جعفری

حریم بُت پرستاں ہے یہ نظر  
زیارت گاہ متاں ہے یہ نظر  
غیفِ نقوی

یہ بستی مورتی کے پچاریوں یعنی ہندوؤں کی راجدھانی ہے اور پورا کا  
پورا شہر مستوں کے لیے زیارت گاہ ہے۔

کالیداس گپتا رضا

(۳۷)

عبادت خانہ ناقویانست  
ہمانا کعبہ ہندوستانست

غالب

اردو ترجمہ:

سکھ پھونکنے والوں کا عبادت خانہ  
اور واقعی ہندوستان کا کعبہ ہے۔

ظ۔ انصاری

بنارس کو عبادت خانہ ناقسیاں کہئے  
بنارس کو ، بجا ہے، کعبہ ہندوستان کہئے  
اختر حسن

یہ شنکھ پھونکنے والوں کا عبادت خانہ ہے اور یقیناً ہندوستان کا کعبہ  
ہے۔

سردار جعفری

عبدات خانہ ناقسیاں ہے  
یہ گویا کعبہ ہندوستان ہے

حنیف نقوی  
یہ شنکھ پھونکنے والوں (یعنی ہندوؤں) کا عبادت خانہ ہے اور بالیقین  
ہندوستان کا کعبہ ہے۔

کالیداس گپتا رضا

(۳۸)

باتاش را ہیولی شعلہ طور  
سر اپا نور ایزد چشم بد دُور

غالب

اردو ترجمہ:

اس کے حسینوں کا بدن شعلہ طور سے بنائے۔  
سر سے پاؤں تک خدا کا ہی نور ہے۔ اُسے نظر نہ لگے۔

ظ۔ انصاری

ضمیں کے بنے ہیں شعلہ ہائے طور سے گویا  
زستا پا عبارت ہیں خدا کے نور سے گویا  
اختر حسن

یہاں کے بتوں یعنی حسینوں کا بدن شعلہ طور سے ہنا ہے۔ ہر پیکر سر  
سے پاؤں تک چشم بد دور، خدا کا نور ہے۔

سردار جعفری

ضم اس کے مجسم شعلہ طور  
سر اپا نور یزدال چشم بد دور

حذیف نقوی

یہاں کے بتوں یعنی حسینوں کی اصل شعلہ طور سے ہے۔ چشم بد دور۔  
یہ سر سے پاؤں تک خدا کا نور ہیں۔

کالمید اس گپتا رضا

(۳۹)

میانہا نازک و دلہا توانا  
ز نادانے بہ کارِ خویش دانا  
غالب

اردو ترجمہ:

آن کی کمریں نازک اور دل مضبوط،  
الهز پن ہوتے ہوئے بھی اپنے معاملے میں ہوشیار۔

ظ۔ انصاری

کمر دیکھو تو نازک، دل مگر کتنے توانا ہیں  
اظاہر بھولے بھالے ہیں، بکارِ خویش دانا ہیں  
اختر حسن

ان بتوں کی کمریں نازک ہیں اور دل قوی ہیں۔ معموم اور انجان  
ہوتے ہوئے بھی اپنے کام میں ہوشیار ہیں۔ (دل لینے کے فن سے  
واقف ہیں)۔

سردار جعفری

بدن نازک مگر دل ہیں تو انا  
بکسنِ سادگی مطلب کے دانا

حنیف نقوی

ان کی کمریں نازک ہیں اور دل مضبوط ہیں۔ انجان ہوتے ہوئے بھی  
یہ اپنے کام میں ہوشیار ہیں۔

کالیداس گپتا رضا

(۵۰)

تمسم بسکہ در لب ہا طبیعت  
دہن ہا رشک گلہائے ربیعت  
غالب

اردو تراجم:

چونکہ ان کے لبوں پر آپ سے آپ مسکراہٹ رہتی ہے،  
اس لیے ان کے منہ بہار کے پھولوں سے زیادہ پُر بہار ہیں۔

ظ۔ انصاری

ان کے ہونتوں پر مسکراہٹ فطری ہے۔ اس لیے ان کے دہن کی شلگفتگی  
پر بہار کے پھولوں کو رشک آتا ہے۔

سردار جعفری

تمسم کا لب رنگیں پہ غازہ  
دہن مانند گل شاداب و تازہ

حنیف نقوی

ان کے ہونوں پر مسکراہٹ فطری ہے۔ ان کے منہ موسم بھار کے  
پھولوں سے بھی زیادہ شگفتہ ہیں۔

کالیداس گپتارضا

(۵۱)

ادائے یک گلتاں جلوہ سرشار  
خرامے صد قیامت فتنہ دربار  
غالب

اردو ترجمہ:

ان کی ادا ایک پورے باغ کا جلوہ ہے اور  
ان کی چال میں سو قیامتوں کے فتنے جاگتے ہیں۔

ظ۔ انصاری

ان کی ایک ایک ادا جلووں سے سرشار گلتاں ہے اور رفتار ایسی جس کی  
جلو میں فتنوں سے بھری ہوئی سیکڑوں قیامتیں چلتی رہتی ہیں۔

سردار جعفری

ادا میں صد گلتاں جلوہ در بر  
خرام ناز سے برپا ہو محشر  
حنیف نقوی

ان کی ایک ادا جلوے سے بھر پورا ایک چمن ہے اور ان کی چال فتنوں  
سے بھری سو قیامتوں جیسی ہے۔

کالیداس گپتارضا

(۵۲)

ب لطف از مونج گوہر نرم روتر  
بناز از خون عاشق گرم روتر

غالب

اردو ترجمہ:

اطافت میں وہ موج گوہر سے زیادہ نرم رفتار اور  
بانکپن میں وہ عاشق کے لہو سے زیادہ تیز رو۔

ظ۔ انصاری

شب فرقت میں موج رنگ و نکھت بن کے آجائیں  
اطافت بن کے آغوشِ تمنا میں سما جائیں  
آخر حسن

وہ اطافت میں موج گہر سے بھی زیادہ نرم رو ہیں اور ناز و افتخار میں  
خونِ عاشق سے بھی زیادہ گرم رو۔

سردار جعفری

کرم میں موج گوہر کی روائی  
ستم میں خونِ عاشق کی جوانی

حنیف نقوی

وہ اطافت میں موج گوہر سے زیادہ نرم رو ہیں اور ناز و افتخار میں خونِ  
عاشق سے زیادہ گرم رو۔

کالیداس گپتا رضا

(۵۳)

زانگیزِ قد، اندازِ خرامے  
بپائے گلبئے گستردہ دامے

غالب

اردو ترجمہ:

قد کی اٹھان سے چال کا وہ (ابیلا) انداز ہے کہ  
گویا پھولوں کے تھالے میں جال بچھا ہو۔

ظ۔ انصاری

ان کے قامت کی بلندی اور انداز خرام ایسا ہے جیسے گلاب کے پودوں  
کے نیچے جال بچھائے جا رہے ہوں۔

سردار جعفری

وہ موزوں قد وہ عالم نقش پا کا  
سمان وہ زیر گل بن دام کا سا

خیف نقوی

ان کے قامت کی اٹھان سے خرام کا انداز ایسا ہو گیا ہے جیسے گلاب کی  
جھاڑی کے نیچے کوئی جال بچھ رہا ہو۔

کالیداس گپتارضا

(۵۳)

زرنگیں جلوہ ہا غارتگر ہوش  
بہار بستر و نوروز آغوش  
غالب

اردو تراجم:

اپنے رنگیں جلوؤں سے وہ ہوش اڑا لے جائیں،  
بستر کے لیے بہار اور گود کے لیے نوروز ہیں۔

ظ۔ انصاری

نشاطِ جسم و جاں، آرامِ دل، سرمایہِ عشرت  
بہار بستر و نوروز آغوش و مہ خلوت  
اختر حسن

وہ اپنے جلوؤں کی رنگیں سے غارت گر ہوش ہیں اور بستر کے لیے بہار  
اور آغوش (عشق) کے لیے نوروز ہیں۔

سردار جعفری

فرودِ حسن سے غارت گر ہوش  
بہار بستر و نوروز آغوش

حنیف نقوی

وہ اپنے رکھیں جلووں سے ہوش اڑا دیتے ہیں۔  
وہ بستر کی بہار اور آغوش کا نوروز ہیں۔

کالیداس گپتا رضا

(۵۵)

زتاب جلوہ خویش آتش افروز  
بتان بت پرست و برہمن سوز  
غالب

اردو ترجمہ:

اپنے جلوے کی دمک سے شعلہ اٹھا دینے والی،  
ایسی مورتیاں جو خود مورتی پوچا کریں لیکن برہمن کو جلا دیں۔

ظ۔ انصاری

وہ اپنے جلووں کی تابش سے آتش شوق بھڑکاتے ہیں۔  
یہ بتان بت پرست برہمنوں کو بھی جلا ڈالتے ہیں۔

سردار جعفری

جمال آتشیں سے انجمن سوز  
بتان بت پرست و برہمن سوز

حنیف نقوی

وہ حسیناں بُت پرست اپنے جلوے کی تاب سے آگ بھڑکا دینے  
والے ہیں اور برہمن تک کو (عشق کی) آگ میں جلا ڈالنے والے  
ہیں۔

کالیداس گپتا رضا

(۵۶)

بسامانِ دو عالمِ گلِ ستارِ رنگ  
زتابِ رُخِ چراغاں لپِ گنگ  
غالب

اردو تراجم:

دونوں دنیاوں کے سرو سامان کے ساتھ وہ باغ کی رنگیتی ہیں،  
(ایسی کہ) ان کے چہروں کی روشنی سے گنگا کنارے چراغاں ہوتا ہے۔  
ظ۔ انصاری

وہ رخساروں کی تباہی، نظر حیران و ششدہ رہے  
لپِ گنگا، سراسرا ک چراغاں کا سا منظر ہے  
اختر حسن

دو عالم کے سامان آرائش سے ان کے چہرے باغوں کی طرح گلِ رنگ و شگفتہ  
ہیں اور چہروں کی اس روشنی نے گنگا کے کنارے چراغاں کر رکھا ہے۔

سردار جعفری

بصد سامانِ آرائشِ چمنِ رنگ  
چراغاں پر تو رُخ سے لپِ گنگ

حنیف نقوی

دو عالم کا سامان رکھنے کے باعث ان کا انداز گلستان کا سا ہو گیا ہے  
اور چہروں کی چمک سے گنگا کے کناروں پر چراغ جل اٹھے ہیں۔

کالیداس گپتارضا

(۵۷)

رساندہ از ادائے شست و شوے  
بہر موجے نوید آبروئے

غالب

اردو ترجمہ:

اشنان کرنے کی وہ آدائے  
ہر ایک موج دریا کو آبرو کی نوید پہنچ جائے۔

ظ۔ انصاری

پری پیکر بنا رس کے جو گنگا میں نہاتے ہیں  
وہ گویا آبرو ہر موج گنگا کی بڑھاتے ہیں  
آخر حسن  
وہ نہانے دھونے کی ادا سے پانی کی ہر لہر کو عزت و آبرو کا مژده نہاتے  
ہیں۔

سردار جعفری

کرم بخشی اداۓ شست و شوکی  
سند موجود کے حق میں آبرو کی  
حیف نقوی  
وہ نہانے دھونے کی ادا سے پانی کی ہر لہر کو عزت و آبرو کی خوشخبری  
دیتے ہیں۔

کالیداس گپتا رضا

(۵۸)

قیامت قامتاں مژگاں ڈرازاں  
زمژگاں برصغیر دل نیزہ بازاں  
غالب

اردو ترجمہ:

ان کے قد و قامت کیا ہیں؟ قیامت ہیں، لمبی لمبی پلکیں،  
جن پلکوں سے دل کی صفحہ پر برچھیاں لگیں۔

ط۔ انصاری

قیامتِ قامتِ بالا، ادا کافر، نظر قاتل  
دلوں کو بے محابا تیرِ مژگاں سے کریں گھائل  
اختر حسن

ان کے قد غصب کے ہیں۔ قامت میں قیامت کا جادو ہے اور پلکیں  
لبی لمبی ہیں اور ان پلکوں سے دلوں پر نیز بازی کی جا رہی ہے۔  
سردار جعفری

سبھی گیسو دراز و حشر قامت  
دلوں کا کام کرنے میں قیامت  
ضئیف نقوی

وہ دراز قد اور لمبی پلکوں والے، صفتِ دل پر پلکوں سے بھالے چلاتے  
ہیں۔

کالیداس گپتا رضا

(۵۹)

بِ تَنْ سِرْمَائِيْهِ افْرَادِشِ دَلْ  
سِرَابَا مِرْدَهُ آسَايِشِ دَلْ  
غالب

اردو ترجمہ:

بدن ایسے کہ دل کو بڑھاوا ملے  
اور سر سے پاؤں تک دل کی راحت کی خوشخبری۔

ظ۔ انصاری

ان کے بدن دل بڑھانے کا سرمایہ ہیں اور سر سے پاؤں تک راحت  
دل کا مژده ہیں۔

سردار جعفری

بدن گویا نشاطِ دل کا سامان  
سرپا انبساطِ دل کا سامان

حنیف نقوی

ان کے بدن، دل بڑھانے کا سرمایہ ہیں اور سر سے پاؤں تک راحت  
دل کا مرشد ہیں۔

کالیداس گپتارضا

(۶۰)

بہ مستی موج را فرمودہ آرام  
ز نغزی آب را بخشدہ اندام  
غالب

اردو ترجمہ:

اپنی مستی سے موج کو آرام عطا کرنے اور حسن و لطافت سے پانی کو جسم  
و جسمانیت دینے والی (یعنی ان کا عالمِ مستی دیکھ کر موج ساکن ہو جاتی  
ہے اور ان کی خوش بدنی سے پانی مجسم ہو جاتا ہے۔

ظ۔ انصاری

اپنی مستی سے انہوں نے لہروں کو ساکن کر دیا ہے اور اپنے انوکھے پن  
سے پانی کو جسم عطا کر دیا ہے۔

سردار جعفری

ثرارت یہ کہ موجیں منہ چھپائیں  
کرامت یہ کہ جاں پانی میں ڈالیں

حنیف نقوی

اپنی مستی سے انہوں نے لہروں کو ساکن کر دیا ہے اور اپنے انوکھے پن  
سے پانی کو جسم عطا کر دیا ہے۔

کالیداس گپتارضا

(۶۱)

فَادِه شُورَشَة در قَالِبْ آب  
زَمَاهِي صَدِ دِلْش در سِينَه بِيتَاب  
غَالِب

اردو ترجمہ:

پانی کے بدن میں (ان کے اتر آنے سے) آفت بر پا ہو جائے اور  
سینے میں مجھلیوں کے سے سودل تڑپیں۔

ظ۔ انصاری

(ان کے اشنان سے) پانی کے قالب میں ایک ہنگامہ بر پا ہو گیا ہے  
اور سینکڑوں دل مجھلیوں کی طرح بیتاب ہو گئے ہیں۔

سردار جعفری

دَل درِیا میں ایک شورش ہے بر پا  
کہ ہر مجھلی دلِ مصطر ہے گویا

حنیف نقوی

(ان کے نہانے سے) پانی کے جسم میں ہچل پڑگئی ہے  
اور سینے میں سینکڑوں دل مجھلیوں کی طرح تڑپ اٹھے ہیں۔

کالیداس گپتارضا

(۶۲)

زبس عرض تمنا می کند گنگ  
زموج آغوشہا وامی کند گنگ

غَالِب

اردو ترجمہ:

دریائے گنگا چونکہ اپنی تمنا کے اظہار کو بے تاب ہے،  
اس لیے موج کی صورت میں (ایک نہیں کئی) آغوشیں کھول دیتا ہے۔

ظ۔ انصاری

اتاریں پاؤں پانی میں تو موجیں کھول دیں بانہیں  
قدم بوئی کی چاہت میں بھنور پایا ب ہو جائیں  
آخر حسن

گنگا ان کے سامنے عرض تمنا کیا چاہتی ہے اور اہروں کی صورت میں  
ان کے لیے (انگلت) آغوش کھول دیتی ہے۔

سردار جعفری

لپ گنگا پہ ہے اک عرضِ خاموش  
چلی آتی ہیں موجیں کھولے آغوش

حفیف نقوی

گنگا ان کے سامنے شدت سے عرض تمنا کیا چاہتی ہے اس لیے اہروں  
کی صورت میں ان کے لیے آغوشیں کھول رہی ہے۔

کالیداس گپتارضا

(۶۳)

زتاب جلوہ ہا بیتاب گشته  
گہر ہا در صد فہا آب گشته  
غالب

اردو ترجمہ:

حسینوں کے جلوے دیکھ کر موتی ایسے بیقرار ہوتے ہیں  
کہ سیپ کے اندر ہی پانی پانی ہو جاتے ہیں۔

ظ۔ انصاری

دِل دریا میں ذوقِ وصل و حرفِ مُدعا جا گے  
تہ دریا، دُر و گوہر کا بخت نارسا جا گے  
اختر حسن

(ان کے) جلووں کی تاب سے بیتاب ہو کر  
سپیوں کے سینے میں موتی پانی پانی ہو گئے ہیں۔

سردار جعفری

غصب جلووں کی ہے شعلہ فشانی  
گھبر بھی ہیں صدف میں پانی پانی  
حنیف نقوی

(ان کے) جلووں کی گرمی سے بے تاب ہو کر سپیوں میں بند موتی  
پانی پانی ہو گئے ہیں۔

کالیداس گپتا رضا

(۶۲)

مگر گوئی بنارس شاہدے ہست  
زکنکش صبح و شام آئینہ در دست  
غالب

اردو تراجم:

یوں کہو کہ بنارس اک دل رہائیں ہے،  
جس کے ہاتھ میں صبح و شام (سنگار کے لیے) گنگا کا آئینہ رہتا ہے۔  
ظ۔ انصاری

بنارس کو اگر نہیں رائے اک شاہد زیبا  
وہ جس کے رو برو صبح و مسا گنگا کا آئینہ  
اختر حسن

شاید یہ کہا جاسکتا ہے کہ بنارس ایک معموق ہے جس کے ہاتھ میں  
(آرائش کے لیے) صبح و شام ایک آئینہ رہتا ہے۔

سردار جعفری

بنارس شاید رنگیں قبا ہے  
یہ گنگا اس کا گویا آئینہ ہے

خیف نقوی

شاید کہا جاسکتا ہے کہ بنارس ایک معموق ہے جو صبح و شام (سنوار نکھار  
کے لے) گنگا کا آئینہ ہاتھ میں رکھتا ہے۔

کالیداس پتارضا

(۶۵)

نیاز عکس روئے آن پری چہر  
فلک در زر گرفت آئینہ از مهر  
غالب

اردو ترجمہ:

اس پری چہرہ (شہر) کے چہرے کا عکس (فوٹو) اتنا نے کے لیے  
آسمان نے سورج کا آئینہ سونے سے بنایا ہے۔

ظ۔ انصاری

تو یہ بھی جان لیجے ہے اُسی کا عکس ہلکا سا  
پھر نیلگوں کے ہاتھ میں خورشید کا شیشا  
اختر حسن

اس پری چہرہ محبوب کے عکس کی نیاز کے طور پر  
آسمان نے سورج کا آئینہ سونے میں ڈھال لیا ہے۔

سردار جعفری

فلک نے رکھ کے حُسن اس کا نظر میں  
 جزا ہے آئینہ سورج کا زر میں  
 ضیف نقوی  
 پری چہرہ معشوق کو، چہرے کا عکس دیکھنے کے لیے بھینٹ کے طور پر  
 آسمان نے سورج کا آئینہ سونے میں بنایا ہے۔  
 کالیداں گپتارضا

(۶۶)

بنام ایزد زہے حُسن و جماش  
 کہ در آئینہ می رقص مثالش  
 غالب

اردو ترجمہ:

نامِ خدا، کیا اس کا حسن و جمال ہے  
 کہ آئینے میں اس کا عکس رقص کرتا ہے۔

ظ۔ انصاری

نامِ خدا، اس کے حسن و جمال کا کیا کہنا  
 کہ آئینے میں اس کا عکس رقص کرتا ہے۔

سردار جعفری

خدا رکھے یہ شانِ حسنِ کامل  
 نہیں بجز آئینہ جس کا مقابل

ضیف نقوی

نامِ خدا، بنارس کے حُسن و جمال کا کیا کہنا  
 کہ اس آئینے میں اسی کا عکس رقص کرتا ہے۔

کالیداں گپتارضا

(۶۷)

بہارستانِ حسن لا ابالیست  
بے کشور ہا سر در بے مثالیست

غالب

اردو ترجمہ:

(یہ شہر) حسن بے پروا کا بہارستان ہے  
اور لاجواب ہونے میں ملکوں ملکوں اس کی کہانیاں مشہور ہیں۔

ظ۔ انصاری

یہ شہر بنارس حسن بے پروا کا بہارستان ہے۔ ملکوں ملکوں اس کی بے  
مثالی کا شہر ہے۔

سردار جعفری

یہ جلوہ گاہِ حسن لا ابالي  
جہاں میں ہے مثال بے مثالی

حنیف نقوی

یہ شہرِ حسن بے پروا کا بہارستان ہے۔ ملکوں ملکوں اس کی بے مثالی کا  
شہر ہے۔

کالیداس گپتارضا

(۶۸)

بے گنکش عکس تا پرتو فگن شد  
بنارس خود نظیر خویشن شد

غالب

اردو ترجمہ:

جب دریائے گنگا میں شہرنے اپنا عکس ڈالا  
تو بنارس آپ ہی اپنی نظیر ہو گیا۔

ظ۔ انصاری

جب گنگا کے پانی میں اس کا عکس پڑا تو بنارس آپ اپنی مثال بن کر  
ظاہر ہوا (یعنی دنیا میں بے نظیر ہے۔)

سردار جعفری

خوشا گنگا میں یہ پر تو فشانی  
بنارس خود بنا ہے اپنا ثانی

حینف نقوی

جب گنگا کے پانی میں اس کا عکس پڑا تو بنارس آپ اپنی مثال بن گیا۔  
کالیداس گپتارضا

(۶۹)

چو در آئینه آبش نمودند  
گزند پشم زخم از وے ربو دند  
غالب

اردو ترجمہ:

جب پانی کے آئینے میں اس کی صورت دکھادی تو  
(یہ شگون پورا ہو گیا کہ) نظر بد لگنے کا اندیشہ نہیں رہا۔

ظ۔ انصاری

جب پانی کے آئینے میں اس کی صورت دکھائی گئی تو اس سے آنکھ کو  
نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ رہا (سورج کی طرف کوئی آنکھ بھر کر نہیں دیکھ  
سکتا۔)

سردار جعفری

در اصل اس رونمائی کے بہانے  
اُتاری ہے نظر دستِ قضا نے

حنیف نقوی

جب پانی کے آئینے میں اس کی صورت دکھائی گئی تو اس سے آنکھ کو  
نقصان پہنچنے کا اندریشہ نہ رہا۔

کالیداس گپتا رضا

(۷۰)

بہ چیس نبود نگارستان چو اوئی  
بہ گیتی نیست شارستان چو اوئی

غالب

اردو ترجمہ:

چین کے ملک میں بنارس جیسا نگارستان نہیں ہوگا،  
اور (چین کیا) ساری دنیا میں اس جیسی عمارتوں کا شہر نایاب ہے۔  
ظ۔ انصاری

کہاں ہے فرش گیتی پر بنارس شہر کا ثانی  
تصور خانہ مانی بھی اس کے آگے بے معنی  
اختر حسن

چین میں اس جیسا کوئی نگارستان (شہر محبو باں) نہیں ہے اور ساری دنیا  
میں بنارس جیسا کوئی باغوں سے بھرا شہر نہیں ہے۔

سردار جعفری

کہ ہے ارٹنگ چیس میں سحر ایا  
نہ ہے دنیا میں کوئی شہر ایا

حنیف نقوی

چین میں اُس جیسا کوئی نگارستان نہیں ہے اور دنیا بھر میں بنارس جیسا  
کوئی باع بخچوں والا شہر نہیں۔

کالیداس گپتا رضا

(۷۱)

بیاباں در بیاباں لالہ زارش  
گلتاں در گلتاں نور بہارش  
 غالب

اردو ترجمہ:

اس کے لالہ زار جنگل جنگل بھرے ہیں  
اور اس کے بستت چمن در چمن پھولتے ہیں۔

ظ۔ انصاری

اس کے لالہ زار بیاباں در بیاباں پھیلے ہوئے ہیں  
اور گلتاں در گلتاں اس کے بہاروں کی جلوہ گری ہے۔

سردار جعفری

چمن اس کے بیاباں در بیاباں  
بہار اس کی گلتاں در گلتاں  
حیف نقوی  
اس کے لالہ زار، بیاباں در بیاباں ہیں اور ہر گلتاں میں اس کی نئی بہار  
جلوہ گر ہے۔

کالیداس گپتا رضا

(۷۲)

شے پرسیدم از روشن بیانے  
ز گرد شہائے گردوں راز دانے

غالب

اردو ترجمہ:

میں نے ایک رات کسی روشن بیان (یا روشن ضمیر) شخص سے،  
جو زمانے کی گردشوں کا راز جانتا تھا، سوال کیا۔

ظ۔ انصاری

وحید عصر اک عالم سے اک دن میں نے یہ پوچھا  
یہ آخر ماجرا کیا ہے سمجھ میں کچھ نہیں آتا  
آخر حسن

ایک رات میں نے ایک روشن بیان سے جو آسمانوں کی گردشوں کا  
راز داں تھا پوچھا۔

سردار جعفری

یہ پوچھا میں نے اک روشن بیان سے  
فلک کی گردشوں کے راز داں سے

حنیف نقوی

ایک رات میں نے ایک عالم سے جو آسمانی گردشوں کے راز سے  
واقف تھا، پوچھا۔

کالیداس گپتارضا

(۷۳)

که بنی نیکوئی ہا از جہاں رفت  
وفا و مهر و آزرم از میاں رفت  
غالب

اردو ترجمہ:

کہ آپ دیکھ رہے ہیں، دنیا سے نیکی غائب ہو گئی۔  
وفا، محبت اور دل جوئی کا پتا نہیں۔

ظ۔ انصاری

زمانے میں مردقت ہے نہ ہے مہر ووفا باقی  
نہ اچھائی نہ سچائی نہ ہے شرم وحیا باقی  
اختر حسن

آپ دیکھ رہے ہیں کہ دنیا سے نیکیاں اٹھ گئی ہیں۔ وفا، مہربانی اور شرم  
کا نام و نشان باقی نہیں ہے (بے حیائی کی وبا و عام ہے)۔

سردار جعفری

کہ ہے نایاب جنسِ مہر والفت  
جہاں سے اٹھ گئی ہے خیر و برکت

حنیف نقوی

آپ دیکھتے ہیں کہ اچھائی دنیا سے اٹھ گئی ہے۔ وفا، مہربانی اور شرم باقی  
نہیں رہی۔

کالیداس گپتا رضا

(۷۲)

ز ایماں ہا بجز نامے نماندہ  
بغیر از دانہ و دامے نماندہ  
غالب

اردو تراجم:

ایمان کا صرف نام ہی نام رہ گیا ہے۔  
جعل و فریب کے سوا کام نہیں چلتا۔

ظ۔ انصاری

جو پوچھو دین وایماں کی تو بس اک نام باقی ہے  
مئے الفت کہاں باقی ہے، خالی جام باقی ہے  
اختر حسن

اب مذاہب میں ان کے نام کے سوا کچھ باقی نہیں رہا ہے۔ ان کے پاس دانہ ودام کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (وہ ایمان کا جال بچھا کر معصوموں کا شکار کرتے ہیں)۔

سردار جعفری

دول سے نقشِ ایماں مٹ گیا ہے  
ہر انساں بندہ حرص و ہوا ہے

حنفی نقوی

مختلف مذہبوں کا صرف نام رہ گیا ہے۔ کوئی دانہ ودام یعنی حرص و طمع سے خالی نہیں رہ گیا۔

کالیداس گپتارضا

(۷۵)

پدر ہا تشنہ خون پسر ہا  
پسر ہا دشمنِ جان پدر ہا  
غالب

اردو ترجمہ:

باپ بیٹوں کے خون کے پیاسے ہیں  
اور بیٹے باپ کی جان کے دشمن۔

ظ۔ انصاری

اُدھر ماں باپ ہیں اولاد سے برگشتہ و بدظن  
اُدھر یہ حال ہے اولاد بھی ماں باپ کی دشمن  
آخر حسن

باپ اپنے بیٹوں کے خون کے پیاسے ہیں  
اور بیٹے اپنے باپوں کی جان کے دشمن ہیں۔

سردار جعفری

جگر تشنہ پدر، خون پر کے  
پسر ہیں دشمنِ جانی پدر کے  
حنیف نقوی

باپ، بیٹوں کے خون کے پیاس سے ہیں  
اور بیٹے اپنے باپ کی جان کے دشمن ہیں۔

کالیداس گپتا رضا

(۷۶)

برادر با برادر درستیز است  
و فاق از شش جهت رو در گریز است  
غالب

اردو ترجمہ:

بھائی بھائی سے الجھا ہوا ہے۔

میل محبت ساری دنیا سے فرار ہوا جاتا ہے۔

ظ۔ انصاری

لڑے مرتے ہیں بھائی بھائی آپس میں، خدا سمجھے  
محبت، پیار، یاری، دوستی، عنقا ہے دنیا سے  
آخر حسن

بھائی بھائی سے لڑ رہا ہے

اور میل ملا پشش جہت سے منہ چھپا کر بھاگ رہا ہے۔

سردار جعفری

ستیز آمادہ ہے بھائی سے بھائی  
از ا جاتا ہے رنگِ آشنا

حنیف نقوی

بھائی بھائی سے لڑ رہا ہے۔ میل ملا پ چھیوں کھونٹ منہ چھپا کر بھاگ  
رہا ہے۔

کالیداس گپتا رضا

(۷۷)

بدیں بے پردگی ہائے علامت  
چرا پیدائشی گردد قیامت  
غالب

اردو ترجمہ:

(قیامت کی) ایسی کھلی نشانیاں موجود ہیں  
پھر قیامت کیوں نہیں آ جاتی؟

ظ۔ انصاری

قیامت کے سبھی آثار ہیں پیدا مگر پھر بھی  
بہت جیران ہوں آخر قیامت کیوں نہیں آتی  
آخر حسن

آخر قیامت کی تمام علامتوں کے ظاہر ہو جانے کے بعد بھی قیامت  
کیوں نہیں آتی؟

سردار جعفری

نمایاں ہے جب ایسی ہر علامت  
بپا پھر کیوں نہیں ہوتی قیامت؟

حنیف نقوی

قیامت کی ان علامتوں کے صاف ظاہر ہونے پر بھی  
قیامت کیوں نہیں آتی؟

کالیداس گپتا رضا

(۷۸)

بفخ صور تعوق از پئے چیست  
قیامت را عنان گیر جنوں کیست

غالب

اردو تراجم:

صور پھونکنے میں اب کا ہے کی دیر ہے؟  
قیامت کو راہ میں کون روکے ہوئے ہے؟

ظ۔ انصاری

آخر صور قیامت کے پھونکے جانے میں کیوں تاخیر ہو رہی ہے؟  
قیامت کو آنے سے کس نے روک لیا ہے؟ (عنان گیر جنوں) اس کی  
باغ پر کس نے ہاتھ ڈال دیا ہے۔

سردار جعفری

نمود حشر میں تاخیر کیوں ہے؟  
یہ فتنہ بستہ زنجیر کیوں ہے؟

حنیف نقوی

قیامت کا قرنا پھونکے جانے میں اب دیر کیا ہے  
اور قیامت کی جنوں باغ اب کون تھامے ہوئے ہے؟

کالیداس گپتارضا

(۷۹)

سوئے کاشی با اندازِ اشارت  
تعسم کرد و گفتا ایں عمارت

غالب

اردو ترجمہ:

وہ کاشی کی طرف اشارہ کر کے مسکرا دیا اور بولا  
یہ آبادی (قیامت روکے ہوئے ہے)

ظ۔ انصاری

مری اس بات کو سن کر، قبسم زیرِ لب بولا  
سُوئے کاشی اشارہ کر کے وہ دانائے بے ہمتا  
اس نے کاشی کی طرف اشارہ کر کے مسکراتے ہوئے کہا کہ یہ شہر  
(عمارت) ہے۔

سردار جعفری

تو کاشی کی طرف نظریں اٹھا کر  
جواب اُس نے دیا یہ مسکرا کر

حنیف نقوی

اس ('روشن بیان') نے اشارہ کرنے کے انداز میں کاشی کی طرف  
دیکھا اور مسکرا کر کہا۔ یہ شہر۔

کالیداس گپتارضا

(۸۰)

کہ حقانیست صانع را گوارا  
کہ از ہم ریزد ایں رنگیں بنارا

غالب

اردو ترجمہ:

صانعِ عالم کو درحقیقت یہ گوارا نہیں  
کہ ایسی رنگیں آبادی (بنیاد) دیران ہو جائے۔

ظ۔ انصاری

اے دیکھو، یہ شہر نور و نعمت، یہ حسین وادی  
نبیس صناع فطرت کو گوارا اس کی بربادی  
اختر حسن

(جس کے لیے) صانع (خدا) یہ گوارا نہیں کرتا  
اس کی رنگیں بنیاد غارت کر دی جائے  
سردار جعفری

نبیس یہ صانع قدرت کی مرضی  
کہ ہو برباد یہ فردوسِ ارضی  
حنفیں نقوی

کیونکہ، چیز یہ ہے کہ بنانے والے (خدا) کو منظور نہیں ہے  
کہ یہ رنگیں بنیاد شہر نیست و نابود ہو جائے۔

کالیداں گپتا رضا

(۸۱)

بلند افتادہ تمکمین بنارس  
بود بر اووج او اندیشه نارس  
غالب

اردو ترجمہ:

بنارس کا وقار اتنا بلند ہے کہ  
قوتِ خیال اس کی چوٹی تک نہیں پہنچتی۔

ظ۔ النصاری

بلند اووجِ ثریا سے بھی اس کا نقش تابندہ  
کمند فکر اپنی نارسائی پر ہے شرمندہ  
اختر حسن

بنارس کی شان بہت بلند ہے۔  
اتنی بلند کہ وہ خیال کی رسائی سے بالا ہو گئی ہے۔

سردار جعفری

بلند اتنا ہے کاشی کا تجمیل  
نہ پہنچے اوچ کو اس کے تخلیل

حسین نقوی

بنارس کی شان بہت اوچی ہے۔  
اس کی اوچائی پر خیال کی بھی رسائی نہیں ہے۔

کالیداس گپتا رضا

(۸۲)

إِلَّا أَيْكَنَّا مُهَاجِرَةً  
إِلَّا أَيْكَنَّا مُهَاجِرَةً  
إِلَّا أَيْكَنَّا مُهَاجِرَةً  
إِلَّا أَيْكَنَّا مُهَاجِرَةً

غائب

اردو ترجمہ:

ہاں، اے غالب، تم ایک ناکارہ آدمی ہو۔  
اپنوں اور بیگانوں کی نظر میں گر چکے ہو۔

ظ۔ انصاری

سُن اے دِبَانِدَہ راہ طلب اے غالب خستہ  
خبر لے اپنی اے دام گل ڈکشن میں پابستہ  
آخر حسن

(لیکن) اے ناکارہ غالب، اپنوں اور بیگانوں کی نگاہوں سے گرے  
ہوئے غالب.....

سردار جعفری

سنبھل اے غالبَ مجبور و لاصار  
 کہ ناخوش تجھ سے ہیں سب یار واغیار  
 حنفی نقوی  
 لیکن اے ناکارہ غالب! اپنوں پر ایوں سبھی کی نگاہوں سے گرے  
 ہوئے!

کالیداس گپتا رضا

(۸۳)

زخویش و آشنا بیگانہ گشتہ  
 جنون گل کردہ و دیوانہ گشتہ  
 غالب

اردو تراجم:

تم جو عزیزوں اور دوستوں کو بھول بیٹھے ہو۔  
 تم پر جنون کا دورہ پڑا اور دیوانے ہو گئے۔

ظ۔ انصاری

ہوائے گل نے دیوانہ بنائے رکھ دیا تجھ کو  
 جنونِ شوق نے وارفتہ غفلت کیا تجھ کو  
 اختر حسن

تو اپنے تمام دوستوں اور جانے والوں سے بیگانہ ہو چکا ہے  
 اور جنون و دیوانگی میں بتا ہے۔

سردار جعفری

برت کر اقربا سے بے نیازی  
 جنون کی کر رہا ہے دل نوازی  
 حنفی نقوی

اپنوں اور دوستوں سے بیگانہ ہو چکنے والے! تیرا جنون ظاہر ہو چکا ہے  
اور تو دیوانہ ہو چکا ہے۔

کالیداس گپتارضا

(۸۴)

چہ محشر سرزد از آب و گل تو  
دریغا از تو و آه از دل تو  
غالب

اردو ترجمہ:

تمھارے خمیر سے یہ کس قیامت نے سراٹھایا؟  
تم پر اور تمھارے دل پر افسوس ہے۔

ظ۔ انصاری

ترے وجود (آب و گل) میں کیا محشر برپا ہے؟  
تجھے اور تیرے دل کو افسوس (کہ اس کا احساس نہیں ہے)۔

سردار جعفری

نمود حشر تیرے آب و گل سے  
درلخ ایسے بشر سے، ایسے دل سے  
حنیف نقوی

تیرے خمیر سے کیا حشر برپا ہوا ہے؟  
تجھ پر اور تیرے دل پر افسوس۔

کالیداس گپتارضا

(۸۵)

چہ جوئے جلوہ زیں رنگیں چمن ہا  
بہشت خویش شو از خون شدن ہا

غالب

اردو ترجمہ:

ان رنگیں گلزاروں سے تمھیں جلوے کیا لینے ہیں؟  
تم تو غم کھاؤ، دل خون کرو اور اسی میں اپنی جنت بنا لو۔

ظ۔ انصاری

جسے تو ڈھونڈتا پھرتا ہے ان رنگیں بہاروں میں  
وہ جنت ہے ترے خونِ جگر کے لاالہ زاروں میں  
اختر حسن

تو ان رنگیں گلتانوں میں کیسے جلوے ڈھونڈ رہا ہے؟  
تو اپنادل خون کر کے اپنی بہشت خود بنا۔  
(تیری بہشت خود تیرے ضمیر کے اندر ہے)۔

سردار جعفری

گزر ان جلوہ ہائے رہگزرا سے  
بہشت اپنی بنا خونِ جگر سے  
خیف نقوی

تو ان رنگیں گلتانوں میں کیا جلوہ ڈھونڈتا ہے۔ تو (اپنی خواہشوں کا)  
خون کر کے اپنی بہشت الگ بنا۔

کالیداس گپتا رضا

(۸۶)

جنونت گر بے نفس خود تمام ست  
ز کاشی تابہ کاشان نیم گام ست  
غالب

اردو ترجمہ:

اگر تمھاری دیوانگی اپنی جگہ بھر پور ہو،  
تو کاشی سے کاشان تک آدھے قدم کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔

ظ۔ انصاری

اگر کامل ہے تیرا جذبِ دل اے بے خبر انساں  
تو کاشی سے فقط اک گام پر ہے منزل کاشان  
اختر حسن

اگر تیرا جنوں اپنی جگہ کامل ہے تو پھر  
کاشی سے کاشان تک نیم قدم کا فاصلہ ہے۔

سردار جعفری

جنوں تیرا اگر ہو جائے کامل  
تو ہے کاشی سے کاشان نصف منزل

حنیف نقوی

اگر تیرا جنوں اپنی جگہ کامل ہے تو تیرے لیے  
کاشی سے کاشان تک آدھے قدم کا فاصلہ ہے۔

کالیداس گپتارضا

(۸۷)

چو بوئے گل ز پیرا، هن بروں آئی  
ز آزادی زیند تن بروں آئی  
غالب

اردو ترجمہ:

پھول کی خوبیوں کی طرح اپنے لباسِ ظاہری سے باہر آؤ  
اور جسم کی جکڑ بندی سے نکل کر آزادی کا سانس لو۔

ظ۔ انصاری

مثال ہوئے گل باہر نکل آجھلہ گل سے  
خودی کو اپنی کر آزاد قید زلف و کاگل سے  
اختر حسن

بوئے گل کی طرح اپنے پیرا ہن سے باہر نکل  
اور آزادانہ انداز میں جسم کی قید سے باہر آ جا۔

سردار جعفری

نکل مانندِ نکبت پیرا ہن ہے  
برہا ہو اس طسمِ جان و تن سے

حنیف نقوی

بوئے گل کی طرح اپنے پیرا ہن سے باہر آ۔  
آزاد ہو کر جسم کی جکڑ بندی سے باہر نکل۔

کالیداس گپتا رضا

(۸۸)

مده از کف طریقِ معرفت را  
سرت گردم بگرد ایں شش جہت را

غالب

اردو ترجمہ:

معرفت کی راہ ہاتھ سے نہ جانے دو۔  
تمہارے قربان ان چھیوں سمتوں کا چکر لگاؤ۔

ظ۔ انصاری

معرفت کے راستے کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے  
اور شش جہات میں گردش کرتا رہ۔

سردار جعفری

طریقِ معرفت پر گامزن ہو  
نہ رہ پابند، آوارہ وطن ہو

حنیف نقوی

ہاتھ سے معرفت کاراستہ نہ جانے دے۔  
تیرے قربان جاؤں، تو چھیوں کھونٹ گھوم پھر۔

کالیداس گپتا رضا

(۸۹)

فروماندن بکاشی نارسانیت  
خدارا ایں چہ کافر ماجرا نیت  
غالب

اردو ترجمہ:

کاشی میں رہ پڑنا کم ہمتی ہے۔  
خدا کے لیے (سوچوتو) یہ کیا کافرانہ حرکت ہے۔

ظ۔ انصاری

قدم ڈک جائیں کاشی پر کمال نارسانی ہے  
یہ کیا افتاد ہے کیسی یہ کافر ماجرا نیت ہے  
اختر حسن  
کاشی میں بیٹھ رہنا (روح و دل) کی نارسانی ہے۔  
خدارا یہ کیسا ظلم ہے؟ (جو تو اپنی جان پر روا رکھ رہا ہے)

سردار جعفری

توقف ہے دلیں نارسانی  
قیامت ہے یہ کافر ماجرا نیت

خفیف نقوی

کاشی میں بیٹھ رہنا منزل تک نہ پہنچنا ہے۔  
خدا کی قسم، یہ کیا ناجائز حرکت ہے۔

کالیداس گپتا رضا

## (۹۰)

ازیں دعویٰ بے آتش شوئی لب را  
بنخواں غمنامہ ذوق طلب را  
غالب

اردو ترجمہ:

جو دعویٰ کیا ہے۔ اس پر اپنے بیویوں کو آگ کا داغ دے کر پاک کرو۔  
طلب کی لذت کا غم نامہ (گھر سے بلا وے کا خط) پڑھو۔

ظ۔ انصاری

ایسا دعویٰ کیوں کرتا ہے؟ اپنے ہونٹوں کو آگ سے دھوڈال اور اپنے غم  
نامہ ذوق طلب کو پڑھ (گھر سے آئے ہوئے خط کو پڑھ)۔

سردار جعفری

توجه ان مسائل سے ہٹا کر  
نظر کر محض ذوق طلب پر  
خفیف نقوی

ایسا دعویٰ کیوں؟ اپنے ہونٹ آگ سے دھوڈال  
اور ذوق طلب کے غم نامے کو پڑھ۔

کالیداس گپتا رضا

## (۹۱)

بکاشی لختے از کاشانه یاد آر  
دریں جست ازاں ویرانه یاد آر  
غالب

اردو ترجمہ:

کاشی میں ذرا اپنے کاشانے (گھر) کی یاد کرو۔  
اس جنت میں رہ کر اس ویرانے کی طرف خیال دوڑاؤ۔

ظ۔ انصاری

ذرا کاشی میں یہ تو سوچ کاشانے پہ کیا گذری  
رہے آباد یہ فردوس، ویرانے پہ کیا گذری  
اختر حسن

کاشی میں بیٹھ کر ذرا اپنے کاشانے (گھر) کو یاد کر۔ اس جنت میں  
اس ویرانے کو یاد کر (جس کا ذمہ دار تو ہے)۔

سردار جعفری

کراب کاشی میں کاشانے کی باتیں  
چمن میں چھیڑ ویرانے کی باتیں

حنیف نقوی

کاشی میں تو ذرا اپنے گھر کو یاد کر۔

اس جنت میں اُس ویرانے کی سدھ لے۔ (یعنی تو بنا رس ایسی جنت  
میں رہ رہا ہے۔ اپنے دہلی کے اجڑ گھر کی بھی سدھ لے)

کالیداس گپتارضا

(۹۲)

دریغا در وطن و اماندہ چند  
بنخون دیده زورق راندہ چند  
غالب

اردو ترجمہ:

افسوس، وطن میں کچھ مصیبت زده لوگ پڑے ہوئے ہیں۔  
جو آنکھوں کے لہو میں اپنی کشتنی کھے رہے ہیں۔

ظ۔ انصاری

وطن میں کچھ ترے دلدادہ تجھ کو یاد کرتے ہیں  
تری فرقت میں پیغمگریہ و فریاد کرتے ہیں  
انتر حسن

افسوس ہے کہ وطن (دہلی) کے کچھ مجبور لوگ اپنی آنکھوں کے لہو میں  
کشتنی چلا رہے ہیں (خون کے آنسو درہ ہے ہیں)۔

سردار جعفری

جہاں کچھ خستہ دل، بے یار و یاور  
سر شکِ خونِ حرث کے شناور

خفیف نقوی

افسوس ہے کہ وطن (دہلی) کے کچھ مجبور لوگ آنکھوں کے لہو میں  
(آنسوؤں میں) کشتنی چلا رہے ہیں۔

کالیداس گپتا رضا

(۹۳)

ہوس را پائے در دامن شکسته  
بامید تو چشم از خویش بستہ  
غالب

اردو ترجمہ:

(آنکھوں نے اپنے دل کی) خواہشوں کو بجھا کر رکھ لیا ہے اور تمہاری  
امید میں خود اپنی طرف سے بھی آنکھیں بند کر لی ہیں۔

ظ۔ انصاری

غضب کی بیکسی ہے شہر بھی ان کو بیابان ہے  
نظر میں سوزِ محرومی ہے دل آتش بداماں ہے  
انتر حسن

انہوں نے خواہشات کے پھلیے ہوئے پاؤں اپنے دامن میں سمیٹ لیے ہیں۔ یعنی خواہشوں کو ترک کر دیا ہے اور تجھ سے جو امیدیں وابستہ کی تھیں ان کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔

سردار جعفری

ہوا و حرص سے دامن بچائے  
تری چشم کرم سے لو لگائے

حنیف نقوی

وہ اپنی ہوس کو ترک کر چکے ہیں  
اور تیری امید میں اپنے آپ سے آنکھیں بند کر چکے  
(یعنی وہ اپنی حاجتوں کی تکمیل کے لیے تجھ پر آس لگائے بیٹھے ہیں)۔

کالیداس گپتا رضا

(۹۳)

بہ شہر از بیکسی صمرا نشیناں  
بروئے آتشِ دل جاگزیناں  
غالب

اردو تراجم:

(یوں رہنے کو تو) شہر میں رہتے ہیں، لیکن بے کسی کے ہاتھوں جنگل میں بسرا ہے۔ دل کی آگ پر زندگی بسر کرتے ہیں۔

ظ۔ انصاری

غضب کی بے کسی ہے شہر بھی ان کو بیباں ہے  
نظر میں سوزِ محرومی ہے دل آتش بہ داماں ہے  
اختر حسن

وہ بے کسی کی وجہ سے اپنے شہر میں صحرائشیوں کی طرح  
جی رہے ہیں اور اپنے دل کی آگ میں جل رہے ہیں۔

سردار جعفری

گھروں میں رہ کے بھی صحرائشیں ہیں  
بساطِ سوزِ غم پر جاگزیں ہیں  
خفیف نقوی

وہ بے کسی کی وجہ سے شہر میں صحرائشیں کی طرح رہتے ہیں  
اور (تیری جدائی میں) گویا دل کی آگ پر جاگزیں ہیں۔  
کالیداس گپتا رضا

(۹۵)

مگر کاں قوم را دہر آفریدہ  
زیماں بر آتش آرمیدہ  
غالب

اردو ترجمہ:

گویا ان لوگوں کو زمانے نے  
اُس پارے سے بنایا ہے جو آگ میں پڑا ہو۔  
ظ۔ انصاری

شاید ان (ترپنے والے) لوگوں کو زمانے نے  
اُس پارے سے پیدا کیا ہے جو ہمیشہ آگ پر (لرزتا) رہتا ہے۔  
سردار جعفری

نظر آتے ہیں یہ بندے خدا کے  
بنے سیماں آتش زیر پا کے  
خفیف نقوی

شاید ان لوگوں کو زمانے نے اُس پارے سے پیدا کیا ہے  
جو ہمیشہ آگ پر (یعنی بے قرار) رہتا ہے۔

کالیداس گپتا رضا

(۹۶)

ہمہ در خاک و خون افگنہ تو  
بِحکم بے کسی ہا بندہ تو

غالب

اردو ترجمہ:

وہ سب لوگ آج تمہارے ہاتھوں خاک و خون میں پڑے ہیں،  
اور بے کسی کے سبب تمہارے بندے ہیں (تمہارے ہاتھوں مجبور)  
ظ۔ انصاری

تو نے ہی ان سب کو خاک و خون میں ڈال رکھا ہے۔  
وہ اپنی بے کسی کے حکم کی وجہ سے تیرے پابند ہیں۔

سردار جعفری

ترے ہاتھوں سے غلطائی خاک و خون میں  
پڑے تہائی کی قید زبوں میں

حنیف نقوی

ٹو نے اُن سب کو خاک و خون میں ڈال رکھا ہے اور وہ بے کسی کے  
سبب تیرے بندے ہیں۔ (یعنی تیرے لواحقین اس لیے بے سہارا ہیں  
کہ تو ہی ان کا سہارا ہے مگر تو ان کی خبر تک نہیں لیتا۔)

کالیداس گپتارضا

(۹۷)

چو شمع از داغِ دل آذر فشان  
بہ بزمِ عرضِ دعویٰ بے زبان

غالب

اردو ترجمہ:

شمع کے مانند اپنے دل کے داغ سے لودے رہے ہیں۔

لیکن زبان پر حرف شکایت بھی نہیں لاتے۔

ظ۔ انصاری

کمال ضبط سے یچارگی کا درد سہتے ہیں  
شر رافشاں ہیں دل کے داغ، پر خاموش رہتے ہیں  
آخر حسن

وہ شمع کی طرح اپنے دل کے داغ سے روشن ہیں۔

(آگ برسا کر اپنے جلنے کی داستان بیان کرتے ہیں)

لیکن اپنی شکایت بیان کرتے وقت بے زبان ہو جاتے ہیں۔

سردار جعفری

دلوں کو شمع سامان گلخن بنائے  
لبوں پر ضبط کے پھرے بٹھائے

حنیف نقوی

وہ شمع کی طرح دل کے داغ سے آگ برساتے رہتے ہیں مگر عدالت  
میں عرضی دعویٰ پیش نہیں کرتے اور بے زبان بنے رہتے ہیں (یعنی  
حرف شکایت زبان پر نہیں لاتے)۔

کالیداس گپتا رضا

(۹۸)

سر و سرمایہ غارت کردہ تو

ز تو نالاں دلے در پردہ تو

غالب

اردو ترجمہ:

اُن کا سرو سامان بھی تم نے اپنے ہاتھوں لٹایا ہے۔  
تم سے وہ بیزار ہی لیکن تمہارا بھرم رکھنا چاہتے ہیں۔

ظ۔ انصاری

ترے ہاتھوں ہوتی برباد اُن کی زندگی ساری  
وہ تجھ پر جان دیتے ہیں تجھے ہے اُن سے بیزاری  
اختر حسن

ان کے مال و متاع کو غارت کرنے والا تو ہے۔  
وہ تجھ سے نالاں ہیں لیکن اپنی شکایتوں کو ظاہر نہیں ہونے دیتے۔  
سردار جعفری

تری بیداد سے بے برگ و سامان  
تغافل سے ترے در پردہ نالاں

حنیف نقوی

ان کا مال و متاع تیرا غارت کیا ہوا ہے۔  
وہ تجھ سے نالاں ہیں لیکن تجھ پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔

کالیداس گپتا رضا

(۹۹)

از آنانت تغافل خوشما نیست  
بداغ شاہ ہوائے گل روانيست  
غالب

اردو ترجمہ:

اُن سے تمہارا غافل ہو جانا اچھا نہیں۔  
اُن کے دل میں داغ ہوں اور تم پھولوں کی چاہ میں بتلا ہو جاؤ،  
یہ جائز نہیں۔

ظ۔ انصاری

ان لوگوں سے تیرا تغافل اچھا نہیں ہے۔  
وہ حسرتوں کے داغ لیے ہوں اور تو پھولوں کی ہوس میں بتلا ہو،  
یہ مناسب نہیں ہے۔

سردار جعفری

نہیں یہ سرد مہری تجھ کو زیبا  
کہ سیر گل میں دھیان آئے نہ ان کا  
حنیف نقوی

ان لوگوں سے تیرا تغافل اچھا نہیں ہے۔ وہ داغ لیے ہوں  
اور تو پھولوں کی خواہش کرے یہ اچھی بات نہیں ہے۔

کالیداس گپتا رضا

(۱۰۰)

ترا اے بے خبر کا ریست ڈرپیش  
بیابانے و کہساریست ڈرپیش  
غالب

اردو ترجمہ:

اے بے خبر، تم ایک کام سے نکلے ہو،  
اور اس راستے میں آگے جنگل اور پہاڑ بھی آتے ہیں۔

ظ۔ انصاری

تجھے در پیش ہے جو کام کچھ اس کی خبر بھی ہے  
ترے رستے میں، غافل! کربلاۓ کوہ و در بھی ہے  
آخر حسن

اے بے خبر تیرے سامنے بہت کام پڑا ہے۔  
تجھے پہاڑوں اور جنگلوں سے گذرنا ہے۔

سردار جعفری

بڑھ آگے بن کے سیلِ تند رفتار  
بیاباں راہ میں آئیں کہ کہسار

حنیف نقوی

اے بے خبر تیرے سامنے کام پڑا ہے۔

تجھے بیاباں اور پہاڑ درپیش ہیں۔

کالیداس گپتا رضا

(۱۰۱)

چو سیلا بت شتاباں می توں رفت

بیاباں در بیاباں می توں رفت

غالب

اردو ترجمہ:

تم کو تو سیلا بکی طرح تیزی سے گزر جانا ہے۔

اور ایک کے بعد ایک بیاباں کا سفر کرنا ہے۔

ظ۔ انصاری

تجھے اس راہ سے سیلِ رواں بن کر گذرنا ہے

بیاباں در بیاباں بیکراں بن کر گذرنا ہے

آخر حسن

تجھے سیلا بکی طرح تیز رفتاری سے چلنا ہے۔

ایک بیاباں کے بعد دوسرا بیاباں طے کرنا ہے۔

سردار جعفری

نہ ہو اندیشہ منزل سے غافل

مراحل سخت ہیں اور راہ مشکل

حنیف نقوی

تو دوڑتے ہوئے سیلا ب کی طرح چل سکتا ہے  
اور بیباں در بیباں طے کرتے ہوئے جا سکتا ہے۔

کالیداس گپتا رضا

(۱۰۲)

ٹراز اندوہ مجنوں بود باید  
خراب کوہ و ہاموں بود باید  
غالب

اردو ترجمہ:

تمھیں تو غم سے دیوانہ ہو جانا چاہیے تھا۔  
پہاڑوں جنگلوں میں سرمارتے پھرنا تھا۔

ظ۔ انصاری

تجھے تو دکھ اور غم سے دیوانہ ہو جانا چاہیے تھا۔  
پہاڑوں اور جنگلوں میں خراب ہونا چاہیے تھا۔

سردار جعفری

سبق لے قیس کے دیوانہ پن سے  
گزر صحراؤں سے، دشت و دمن سے

حنیف نقوی

تجھے تو دکھ سے دیوانہ ہو جانا چاہیے  
اور پہاڑوں، جنگلوں میں بھٹکنا چاہیے۔

کالیداس گپتا رضا

(۱۰۳)

تن آسانی ہ تاراج بلا دہ  
چو چینی رنج خود را رو نمادہ

غالب

اردو ترجمہ:

جسمانی آسائش کو مصائب کے ہاتھ لٹوادو  
 اور جب تمھیں دشواری نظر آئے  
 تو اس کی منہ دکھائی میں اپنے آپ کو دے ڈالو۔

ظ۔ انصاری

اپنی تن آسانی (راحت و آرام) کو بلاوں کے سامنے ڈال دے کہ وہ  
 اسے برباد کر دیں  
 اور رنج و مصیبت کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دے۔

سردار جعفری

تن آسانی کو تاراج بلا کر  
 مداوا رنج کا کر رنج انھا کر

حنیف نقوی

تن آسانی کو مصیبتوں کے سپرد کر کے ختم کر دے اور اگر بلا میں آتے  
 دیکھے تو اپنے آپ کو اُسے رومنائی کی طرح پیش کر دے۔

کالیداس گپتا رضا

(۱۰۳)

ہوس را سر ببالین فانہ  
 نفس را از دل آتش زیر پانہ  
 غالب

اردو ترجمہ:

ہوس کا سرفنا کے سر ہانے رکھ دو۔  
 ہوس کو فنا کے گھاٹ اُتار دو۔  
 اور سانس کو دل کی قوت سے بے قرار رکھو۔

ظ۔ انصاری

ہوس کو فنا کر دے اور اپنے نفس (سانس) کو  
دل کی آگ سے بے قرار رکھ۔

سردار جعفری

فنا کی نذر کر حرص و ہوس کو  
ہوا دے آتشِ دل سے نفس کو  
خفیف نقوی

ہوس کو فنا کے تکیے پر رکھ اور نفس یعنی سانس کو قوتِ دل سے بے قرار  
رکھ (یعنی بنا رس میں رہنے کی ہوس کو فنا کر کے اپنی منزل پر روانہ  
ہونے کے لیے بے قرار ہو جا)۔

کالیداس پتارضا

(۱۰۵)

دل از تاب بلا گندار و خون کن  
زادنش کارنکشاید جنوں کن  
غالب

اردو تراجم:

مشکلات کی آنچ میں دل پکھلا کر اہو کر دو۔  
عقل سے کام نہیں چلتا تو دیوانے ہو جاؤ۔

ظ۔ انصاری

دل کو بلاؤں کے سپرد کر اور اسے خون ہو جانے دے۔  
اگر عقل و دانش سے کام نہیں نکلتا تو جنوں سے کام لے۔

سردار جعفری

جلگر کو کاہشِ محنت سے خون کر  
خود کو کار آگاہ جنوں کر

خفیف نقوی

دل کو مصائب کی گرمی سے پکھلا اور اسے لہو کر دے۔  
سمجھداری سے کام نہ نکلے تو جنوں سے نکال۔

کالیداس گپتا رضا

(۱۰۶)

نفس تا خود فرون نشیذ از پائے  
دے از جادہ پیائی میاسائے  
غالب

اردو ترجمہ:

جب تک دم میں دم ہے چلتے رہو۔  
ایک دم کو بھی تھک کرنہ بیٹھو۔

ظ۔ انصاری

جب تک سانس کی ڈورٹوٹ نہیں جاتی  
اس وقت تک راستہ طے کرنا نہ چھوڑ۔

سردار جعفری

حرارت باقی ہے جب تک لہو میں  
کمی آئے نہ ذوق جستجو میں

خیف نقوی

جب تک سانس کی ڈورٹوٹ نہیں جاتی  
راستہ طے کرنا نہ چھوڑ۔

کالیداس گپتا رضا

(۱۰۷)

شرار آسا فنا آمادہ برخیز  
بیفشاں دامن و آزادہ برخیز

غالب

اردو ترجمہ:

چنگاری کی طرح مٹ جانے پر کمر بستہ ہو کر انھو،  
اور دامن جھاڑ کر آزاد نکل جاؤ۔

ظ۔ انصاری

شر آسا، فنا آمادہ، مصروف سفر ہو جا  
جگر سے خون پکارا زد ان بھروسہ ہو جا  
آخر حسن

شرار سے کی طرح فنا ہونے کے لیے انھ  
اور دامن جھنک کر آزاد ہو جا۔

سردار جعفری

شر بن کر فضاؤں میں بکھر جا  
تعین کے مراحل سے گزر جا  
خیف نقوی

چنگاری کی طرح فنا ہو جانے کے ارادے سے انھ۔  
دامن جھاڑ کر آزادانہ انھ۔

کالیداس گپتارضا

(۱۰۸)

زَالَّا دَمْ زَنْ وَسْلِيمْ لَا شُو  
بُكُو اللَّهْ وَ بَرْقْ مَاسُوا شُو

غلاب

اردو ترجمہ:

لَا (لئے) کو مان لو۔ لَا (اثبات) کا دم لگاؤ۔  
الله الله کہوا اور اس کے سوا جو ہے اسے پھونک دو۔  
(دل ودماغ سے خارج کر دو)۔

ظ۔ انصاری

گذر کر لاسے إلٰہ کا حقیقت آشنا بن جا  
لگا کر نعرہ اللہ برق ماسوا بن جا  
آخر حسن

’لا‘ کو تسلیم کر کے ’إلٰہ‘ کا نعرہ بلند کر۔

بس اللہ کا ورد کر اور ماسوا اللہ کو پھونک ڈال (برق ماسوا شو)۔

سردار جعفری

لگا کر ضرب ’إلٰہ‘ ساز ’لا‘ پر  
دم ’اللہ‘ سے حرق ماسوا کر  
حنیف نقوی

’إلٰہ‘، یعنی اثبات کا نعرہ مارا اور ’لا‘، یعنی نفی کے سپرد ہو جا۔

بس اللہ اللہ کر اور باقی جو کچھ ہے اسے برق بن کر پھونک ڈال۔

کالیداس گپتا رضا





# اردو اکادمی، دہلی کی کلاسکی ادباء شعراء کے مونوگراف



نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف مرتب	صفات	قیمت
1	میرناصر علی دہلوی	پروفیسر ارتفاضی کریم	120	30/-
2	مرزا محمد رفع سودا	ڈاکٹر مظہر احمد	184	50/-
3	خواجہ میر اثر	ڈاکٹر مولا بخش	112	30/-
4	میر امن	پروفیسر ابن کنول	152	40/-
5	قائم چاند پوری	ڈاکٹر خالد علوی	264	100/-
6	فائز زدہ لوی	ڈاکٹر کوثر مظہری	128	30/-
7	شیخ ظہور الدین حاتم	پروفیسر عبدالحق	120	30/-
8	بہادر شاہ ظفر	ڈاکٹر نگار عظیم	120	30/-
9	مرزا غالب (مکتب نگاری)	ڈاکٹر خالد اشرف	128	30/-
10	مرزا غالب (شخصیت اور شاعری)	پروفیسر ابوالکلام قاسی	128	30/-
11	مومن خاں مومن	ڈاکٹر تو قیر احمد خاں	120	30/-
12	شاہ نجم الدین مبارک آبرو	پروفیسر خالد محمود	128	30/-
13	محمد حسین آزاد	پروفیسر عتیق اللہ	180	50/-
14	خواجہ میر درد	قاضی عبدالرحمن ہاشمی	112	30/-
15	سرسید احمد خاں	پروفیسر فتح عالم خاں	120	30/-
16	شیخ محمد ابراہیم ذوق	محمور سعیدی	132	30/-
17	ندیرا احمد	ڈاکٹر جمیل اختر	192	50/-
18	میر تلقی میر	پروفیسر مظفر حنفی	168	45/-
19	علامہ راشد الخیری	ڈاکٹر نجیب اختر	168	50/-
20	مولانا حفیظ الرحمن و اصف دہلوی	ڈاکٹر محمد قاسم دہلوی	168	50/-
21	پنڈت برجموہن دتا تریکیفی	ڈاکٹر دیوان حنан	139	45/-

رابطہ: سی۔ پی۔ او۔ بلڈنگ، کشمیری گیٹ، دہلی Ph : 23863858, Fax : 23863773